343

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔نومبر 2008

تلاوت قرآن حکیم،اس کا اردو ترجمہ اور نعت رسول مقبولؐ

سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیٰحدہ فہرست میں مندرج توجہ دلاؤ نوٹسز کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008

(مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2008)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 جیسا کہ سپیشل کمیٹی نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2008 منظور کیا جائے۔

345

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا دسواں اجلاس

جمعرات، 20۔نومبر 2008

(یوم الخمیس، 21۔ذیقعد 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 2 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ ۝o

ٱلرَّحۡمَـٰنُo عَلَّمَ ٱلۡقُرۡءَانَo خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَo عَلَّمَهُ ٱلۡبَيَانَo ٱلشَّمۡسُ وَٱلۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍo وَٱلنَّجۡمُ وَٱلشَّجَرُ يَسۡجُدَانِo وَٱلسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ ٱلۡمِيزَانَo أَلَّا تَطۡغَوۡاْ فِى ٱلۡمِيزَانِo وَأَقِيمُواْ ٱلۡوَزۡنَ بِٱلۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُواْ ٱلۡمِيزَانَo وَٱلۡأَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡأَنَامِo فِيهَا فَـٰكِهَةٌ وَٱلنَّخۡلُ ذَاتُ ٱلۡأَكۡمَامِo وَٱلۡحَبُّ ذُو ٱلۡعَصۡفِ وَٱلرَّيۡحَانُo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سورۃ الرَّحمٰن آیات 1 تا 13

(خدا جو) نہایت مہربان o اسی نے قرآن کی تعلیم فرمائی o اسی نے انسان کو پیدا کیا o اسی نے اس کو بولنا سکھایا o سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں o اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں o اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی o کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو o اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو o اور اسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی o اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں

جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیںoاور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبو دار پھولoتو(اے گروہ جن وانس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟o
وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر قریشی نے پیش کی۔

لوح بھی تُو قلم بھی تُو

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
لوح بھی تُو قلم بھی تُو
شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
لوح بھی تُو قلم بھی تُو
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب جستجو عشق حضور و اضطراب
لوح بھی تُو قلم بھی تُو

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کی نشاندہی کا حق

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

انجینئر راجہ قمر الاسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ وقفہ سوال ہے، میں آپ سے ملتمس ہوں یہ انتہائی ضروری سوالات ہوتے ہیں۔ بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر راجہ قمر الاسلام: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ بات کرنی ہے، بے شک آپ گھڑی دیکھ لیں، میں ایک منٹ سے زیادہ اگر بات کروں تو میرا مائیک بند کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انجینئر راجہ قمرالاسلام: جناب سپیکر! پہلے تو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اجلاس وقت پر شروع ہوا۔ دوسرا یہ ہے کہ آج کے اخبار میں ایک چھوٹی سی خبر شائع ہوئی ہے جس میں کل ایک خاتون نے کورم کی نشاندہی کی جس پر اس خاتون پر شیم شیم کی آوازیں لگائی گئیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ کورم کی نشاندہی کرنا ہر معزز رکن کا حق ہے۔ اس میں قصور وار میں ہوں جو غیر حاضر تھا یا قصور وار وہ وزراء ہیں جو کل یہاں نہیں تھے، وہ قصور وار نہیں ہے جو یہاں موجود ہو کر کورم point out کرے۔ شکریہ

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں ایک نہایت اہم مسئلہ پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

CIA War پر حکومتی وضاحت کا مطالبہ

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! بعض واقعات ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا اس اسمبلی میں ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہوتی ہیں جو national interest کی ہوتی ہیں اور ہم ایسا کوئی پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کرنا چاہتے جس سے اسمبلی کا ٹائم ضائع ہو یا کوئی مداخلت ہو لیکن کہیں ایسے واقعات قوم پر آجاتے ہیں جن کا discuss کرنا اس اسمبلی میں لازماً ہو جاتا ہے۔

جناب والا! پاکستان کی تاریخ میں صوبہ پنجاب کا بہت اہم کردار ہے۔ اگر آپ پنجاب کے صوبے کو دیکھیں تو پاکستان کی جو معیشت ہے وہ اس صوبے پر totally dependent ہے۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، پانی ہے، نہریں ہیں، آپ کے پاس man power ہے اور اتنی بڑی اسمبلی ہے۔ پورے تین صوبوں کا focus پنجاب پر ہوتا ہے اس لئے پنجاب کو بڑے بھائی یا elder brother کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جہاں کہیں بھی آفتیں آتی ہیں جیسے ہزارہ میں زلزلہ آیا تو پنجاب سب سے پہلے پہنچ گیا، کوئٹہ میں زلزلہ آیا وزیراعلیٰ پنجاب خود وہاں پر پہنچے اور ہماری وہاں پر مدد بھی پہنچی۔ اسی طرح سے ان ساٹھ سالوں میں یہاں پر بھی اگر کوئی آفت آئی تو پنجاب اس میں سرفہرست رہا ہے۔ اس وقت پاکستان کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے وہ آپ کی Durand Line پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ ہے۔ کل آپ نے دیکھا اور آج اخباروں میں بھی آیا ہے کہ CIA war اتنی extend ہو گئی ہے کہ وہ بنوں تک پہنچ گئی ہے اور ہماری حکومت اس پر بالکل خاموش ہے، کچھ نہیں

کہہ رہی ہے۔ صرف اس پر ایک مذمت کرتے ہیں، اگر کوئی President ہے وہ بھی مذمت کرتا ہے ،Prime Minister ہے وہ بھی مذمت کرتا ہے حالانکہ یہ چیزیں مذمت سے ختم نہیں ہوں گی۔ یہ ایک CIA کی war ہے موساد کے ساتھ، خاد کے ساتھ اور را کے ساتھ۔ وہ war جو ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب! ہمارے پاس ٹائم بہت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ٹائم نہیں ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب! میں national issue کو discuss کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب آپ کو موقع ملے گا تب آپ اس پر discuss کیجئے۔ ہم نے اس پر ٹائم رکھا ہوا ہے۔ آپ ذرا ایجنڈے پر نظر ماریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! آپ ذرا مجھے دو منٹ دے دیں، میں اس کو wind up کر دوں۔

جناب سپیکر: آپ ذرا مہربانی کریں، میں آپ سے ملتمس ہوں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ as an elder brother یہ ہماری duty بنتی ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ہم یہاں سے ایک delegation بھیجیں جو جا کر Provincial Government کے ساتھ مذاکرات کرے۔ جو آفت ہمارے اوپر، ہمارے پٹھان لوگوں پر اور N.W.F.P پر آئی ہے ہم ان سے جا کر ملیں۔ ہم بنوں جائیں، ہم فاٹا کے لوگوں سے ملیں اور ان کو یہ بتائیں کہ ہمارا full cooperation ان کے ساتھ ہے اور ہم شانہ بشانہ ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بعد میں مجھ سے مل لیں، میرے خیال میں یہ بہتر ہے۔ ہاؤس کا ٹائم بہت قیمتی ہے۔ I am grateful آپ کی بات ٹھیک ہے میں اتفاق کرتا ہوں اس کے لئے آپ کو ضرور موقع ملے گا، آپ بحث کیجئے گا اور اس میں یہ ساری چیزیں لے کر آئیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر سے یہ request کروں گا کہ کوئی ایک دن اس کے لئے مقرر کیا جائے کیونکہ یہ بہت اہم ہے۔

جناب سپیکر: اس پر resolutions بھی آ رہی ہیں۔ رانا صاحب! آپ ذرا ان کو بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس issue پر انہوں نے بات تو ساری کر لی ہے، میرا خیال ہے کہ یہ ایک منٹ کا ٹائم اور مانگتے تھے۔ آپ ان کو ٹائم دے دیں تاکہ وہ اپنی بات مکمل کر لیں۔ یہ اس پر جو discussion رکھنے کی بات کر رہے ہیں تو یہ ایک وفاقی حکومت سے متعلقہ معاملہ ہے، یہ حکومت پنجاب کی jurisdiction میں نہیں آتا۔ اس معاملے کو وفاقی حکومت بہتر انداز میں handle کر رہی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس معاملے کو یہاں پر زیر بحث لانے سے اس میں کوئی بہتری سامنے آ سکتی ہے۔ جہاں کہیں معزز رکن سمجھتے ہیں کہ وفاقی حکومت کو کوئی ان کی guidance کی ضرورت ہے تو یہ فرما دیں ہم جو چینل ہے between Provincial Government and Federal Government اُن تک ان کی گزارشات یا ان کے احکامات پہنچا دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Business Advisory Committee میں بھی اس پر discussion ہوئی تھی اور اس کے بعد ہم نے ایک متفقہ قرارداد بھیجنی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اس پر بھی کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ مجھے یاد آیا کہ اخباروں میں ایک اور خبر ہے جو بڑی خطرناک ہے اور وہ اسی سے related ہے کہ انڈین troops کابل جانا شروع ہو گئے ہیں۔ ہمارے western border پر بھارتی فوج کی ایک mountain division آ رہی ہے جو اس کو monitor کرے گی۔ یہ بھی ہمارے لئے سوچنے کی بات ہے۔ یہ ہے تو وفاقی حکومت کا مسئلہ لیکن ہمیں بھی خاموش نہیں رہنا چاہئے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! ہم سب پاکستانی ہیں، چاہے وہ پنجاب کا ہے، چاہے سندھ کا ہے۔ میں صرف یہاں پر اپنے بھائیوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کل انڈیا ایک میزائل فائر کرتا ہے اور باٹا پور پر میزائل فائر کرتا ہے تو پھر ہم کیا کریں گے؟ مجھے ہاؤس بتائے ہم retaliate کریں گے؟ وہاں پر ہمارے اوپر ہر روز میزائلوں کی بارش ہو رہی ہے اور ہم کچھ نہیں کر رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمارے محترم فاضل ممبر نے بہت اچھی بات کی ہے لیکن شاید انہیں یہ نظر نہیں آتا کہ وہ لوگ جن کے لئے آج یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر ظلم ہو رہا ہے، وہاں پر امریکہ مداخلت کر رہا ہے، انڈیا مداخلت کر رہا ہے۔ جب ہمارے ملک کے اندر suicide bombers آتے ہیں، میریٹ والا واقعہ ہوتا ہے، FIA بلڈنگ والا واقعہ ہوتا ہے وہ انہیں نظر نہیں آتا۔ یہ ایک national issue ہے اس میں تمام جماعتوں کی نمائندگی قومی اسمبلی میں موجود ہے وہ اس پر بات کیوں نہیں کرتے؟ ان کو جب بریفنگ دی گئی تو انہوں نے کیوں متفقہ قرار دادیں منظور کیں؟ یہ اپنی پارٹیوں سے کہیں جو پارلیمنٹ میں موجود ہیں وہ وہاں پر بات کریں۔ یہ ہمارا صوبائی issue ہی نہیں ہے، معاملہ ہی نہیں ہے۔

سوالات (محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شاہ صاحب! بڑی مہربانی۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے میں محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے۔ یہ سوال ملک جہانزیب وارن کا ہے۔ کیا تشریف فرما ہیں؟

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! On his behalf۔ اس کا جواب separate paper پر آ گیا ہے۔ (معزز رکن نے ملک جہانزیب وارن کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 208 دریافت کیا)

جناب سپیکر: پونے دس بجے اس کا جواب موصول ہوا ہے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب mover اپنے سوال کا نمبر پکار دیں تو میری یہ request ہو گی کہ کیونکہ یہ جواب دیر سے پہنچا اور آج صبح circulate ہوا ہے تو پھر میں اس کو پڑھ دوں گا تاکہ تمام معزز ممبران کو اس سے آگاہی حاصل ہو جائے اس کے بعد وہ جو ضمنی سوالات کرنا چاہیں کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ پڑھیں۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! سوال نمبر 208 ہے۔ یہ سوال پڑھ دیا جائے یا جیسے لاء منسٹر صاحب کہیں؟

پولیس افسران اور ملازمین کو چیک کرنے کے اختیارات کا مسئلہ

*208: **ملک جہانزیب وارن:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 2002 سے قبل ہر ضلع میں تعینات اعلیٰ پولیس ملازمین کو چیک کرنے کے اختیارات ڈی سی اور کمشنر کے پاس تھے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 2002 کے بعد متعلقہ قوانین میں ترمیم کر دی گئی ہے جس کے تحت ضلع اور صوبہ میں تعینات پولیس ملازمین کو چیک کرنے کا اختیار صرف پولیس افسران کو ہے، انتظامی افسران کے پاس نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افسران پر چیک اینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے عوام کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے؟

(د) کیا حکومت پولیس افسران اور ملازمین کو چیک کرنے کا اختیار ڈی سی او اور دیگر انتظامی افسران کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

جناب سپیکر! اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ:

(الف) 2002 سے قبل ہر ضلع میں تعینات اعلیٰ پولیس آفیسرز کو چیک کرنے کے اختیارات ڈپٹی کمشنر یا کمشنر صاحب کے پاس تھے اس کا جواب ہے کہ:

2002 سے قبل ڈپٹی کمشنر اور کمشنر ضلع اور ڈویژن کی سطح پر بحیثیت نمائندہ صوبائی حکومت ضلعی ڈویژن انتظامیہ کے سربراہ کے طور پر کام کرتے تھے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 2002 کے بعد متعلقہ قوانین میں ترمیم کر دی گئی ہے جس کے تحت ضلع اور صوبہ میں پولیس ملازمین کو چیک کرنے کا اختیار پولیس افسران کو ہے اور انتظامی افسران کے پاس نہ ہے؟

اس کا جواب ہے کہ:

پولیس آرڈر 2002 کے تحت اس ضمن میں پولیس کے اعلیٰ حکام کے اختیارات کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان افسران پر چیک اینڈ بیلنس نہ ہونے کی وجہ سے عوام کی مشکلات میں اضافہ ہوا ہے؟

اس کا جواب ہے کہ:

عوام کی مشکلات میں اضافہ کا سبب اس کے علاوہ دیگر عوامل بھی ہیں یعنی اس میں ہم اس بات کو deny نہیں کرتے کہ اس کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ نہیں ہوا۔

(د) کیا حکومت پولیس افسران اور ملازمین کو چیک کرنے کا اختیار ڈی سی او اور دیگر انتظامی افسران کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

اس کا جواب ہے کہ:

مقامی حکومتوں کے آرڈیننس مجریہ 2002 کے تحت ڈی سی او کے اختیارات کی وضاحت کر دی گئی ہے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں تبدیلی یا کسی قسم کی ترمیم کا اختیار صوبائی حکومت کو نہ ہے بلکہ میں اس میں وضاحت بھی کروں گا کہ اس معزز ہاؤس کو اس آرڈیننس کو promulgate کرنے اور legislate کرنے کا اختیار ہے اس سے یہ بھی اختیار چھینا گیا ہے اس کو schedule VI میں شامل کر کے اور اس میں سر دست حکومت کوئی ترمیم نہیں کر سکتی اور اس کا ایک راستہ جو Land Revenue Act ہے اس میں ترمیم کر کے ہم نے کوشش کی ہے کہ جو ریونیو معاملات ہیں ان میں پنجاب حکومت اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے درمیان معاملات کو بہتر بنانے کے لئے اس میں کچھ ترمیم کی ہیں تو اس میں سر دست جو ہے وہ کوئی ترمیم نہیں کی جا سکتی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ جز (د) میں مقامی حکومتوں کے آرڈیننس مجریہ 2002 کے تحت ڈی سی او کے اختیارات کی وضاحت کر دی گئی ہے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں تبدیلی یا کسی قسم کی ترمیم کا اختیار صوبائی حکومت کو حاصل نہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں جو ہماری کمشنریاں بحال ہوئی ہیں وہ کس طرح ہو گئی ہیں وہ بھی تو schedule VI میں ہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے بڑا valid point اٹھایا ہے کہ schedule-VI میں جو آرڈیننس ہیں ان کو مارچ 2009 سے پہلے amendment کرنے کے لئے ہمیں صدر سے prior permission کی ضرروت ہوتی ہے تو اس لئے یعنی پولیس ایکٹ یا لوکل باڈی آرڈیننس میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی، Land Revenue Act اس شیڈول میں شامل نہیں ہے اور Land Revenue Act میں جو ترامیم کی گئی ہیں اس طریقے سے صوبائی حکومت کا ایک Role ڈویژن level پر ہم نے create کیا ہے، بل کل اس معزز ہاؤس میں پیش ہو گیا ہے اور انشاء اللہ Monday یا next Wednesday کو وہ زیر غور آئے گا تو پھر میں اس کی پوری طرح سے وضاحت کروں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی پر میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ Land Revenue Act میں ترامیم کی گئی ہیں۔ section-30(b) لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کہتا ہے کہ District Officer Revenue has to act as the Collector ابھی ہم جو بل لائے ہیں اس میں ہم کہہ رہے ہیں کہ جو کمشنر بنائے جائیں گے وہ کلکٹر کے طور پر ایکٹ کریں گے یا ایڈیشنل کمشنرز appoint کر کے کلکٹر بنائے جائیں گے، ہم نے جو بل پیش کیا ہے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے قانون سے متضاد ہے، کل جب یہ پیش ہوا اس کے بعد میں نے جا کر کچھ دیر لوکل گورنمنٹ ایکٹ کو دیکھا اور اس کو سمجھنے کی کوشش کی۔ آپ جیسے یہ کہہ رہے ہیں کہ صرف یہ کلکٹر کے طور پر کیا گیا ہے تو کلکٹر کے جو functions ہیں وہ بھی اس section-30(b) کے تحت District Officer Revenue کے پاس ہیں، کمشنر کی اس میں بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! absolutely not جو اختیارات "ڈی او آر" کے ہیں بطور کلکٹر اور جو اختیارات ڈی او آر کے Revenue Act یا لوکل باڈی کے آرڈیننس کے حوالے سے ہیں وہ بالکل اسی سطح پر رہیں گے and they will exercise اور اس کے بعد ایک کردار Revenue Board کا آتا ہے Revenue Board as a Provincial Government اختیار استعمال کرتا ہے اس اختیار کو ہم نے ایک آدمی کو دیا ہے اور بجائے اس کے کہ revenue کے معاملات میں لوگ جو ہیں کوئی وہاڑی سے، کوئی ڈیرہ غازیخان سے،

کوئی راجن پور، جہلم سے وہ ان اختیارات یا اس اپیل کے لئے جو انہوں نے ڈی او آر کے کسی آرڈر کے خلاف کرنی ہے یا کلکٹر جو کہ ای ڈی او آر ہے اس کے آرڈر کے خلاف کرنی ہے بجائے اس کے کہ وہ Provincial Government کے پاس یہاں لاہور میں آئیں اور یہاں پر آکر Board of Revenue میں اپیل دائر کریں ہم نے وہ concept جو further ہے اس کے بارے میں کہا ہے کہ اسے decentralize کیا جائے اور لوکل level پر لوگوں کو اختیارات دیئے جائیں، ہم نے اسی چیز کو further آگے بڑھایا ہے اور آپ یہ سمجھیں کہ Board of Revenue یا provincial government ڈویژن level پر جا کر وہ اپیلیں، وہ اختیارات جو یہاں پر استعمال ہونے تھے وہ کمشنر صاحب exercise کریں گے اور اس سے لوگوں کے مسائل کو حل کروانے میں بہتری اور آسانی ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Amendment section-8 میں propose کی گئی ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ:

> Government shall appoint the commissioner of division and the collector of a district.

اور لوکل گورنمنٹ ایکٹ section-30(b) کہتا ہے کہ:

The District Officer Revenue is to act as the collector.

اب ہم نیا کلکٹر appoint کریں گے جو کہ District Officer Revenue کے اختیارات اس سے لے گا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ appellant authority ہو گی اور یہ اختیارات لے گا نہیں بلکہ ایک appellant authority کے طور پر اپنے اختیارات کو exercise کرے گا۔

جناب سپیکر: جی، next question، محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 266 ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کی تعداد و دیگر تفصیل

*266: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کی تعداد اور موجودہ ممبران کے نام بتائے جائیں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک جتنے چیئرپرسن رہ چکے ہیں، ان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بیورو میں چیئرپرسن کو صوابدیدی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں اس سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے 3 ممبران بھی بورڈ آف گورنرز کے رکن ہوتے ہیں، اس وقت کون سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران بورڈ آف گورنرز کے رکن ہیں، ان کے نام بتائے جائیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران میں سے بھی بورڈ آف گورنرز کا چیئرپرسن ہو سکتا ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے پاس کمیٹیاں بنانے کا اختیار ہے اگر ہاں تو اب تک کتنی کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں، ہر کمیٹی کے اراکین کے ناموں کے ساتھ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ز) ان کمیٹیوں کو بورڈ کی طرف سے کس قسم کے اختیارات منتقل کئے جاتے ہیں؟

(ح) اگر بورڈ آف گورنرز ہر ضلع میں سپیشل کمیٹیاں بھی تشکیل دیتا ہے تو ہر ضلع کی کمیٹی کے اراکین کے ناموں سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کی تعداد 18 ہے اور موجودہ ممبران کے نام درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام	عہدہ
1-	وزیر اعلیٰ پنجاب	سرپرست اعلیٰ

-2	ڈاکٹر فائزہ اصغر	چیئرپرسن
-3	سیکرٹری حکومت پنجاب، محکمہ داخلہ	ممبر
-4	سیکرٹری حکومت پنجاب، محکمہ سماجی بہبود	ممبر
-5	سیکرٹری حکومت پنجاب، محکمہ لوکل گورنمنٹ	ممبر
-6	مسز نازیہ راحیل ایم پی اے (حکومتی بینچ)	ممبر
-7	مسز شبینہ ریاض، ایم پی اے (حکومتی بینچ)	ممبر
-8	شمشاد حسین قریشی (پروگرام آفیسر) (یونیسف)	ممبر
-9	نمائندہ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن	ممبر
-10	محترمہ کوثر سہیل، پروفیسر نفسیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور	ممبر
-11	اختر حسین شمسی، پرنسپل گورنمنٹ ماڈل کالج برائے طلبہ ماڈل ٹاؤن لاہور	ممبر
-12	چودھری محمد منیر، سوشل ورکر و اعزازی کونصلیٹ جنرل یو اے ای	ممبر
-13	مسز نجمہ حمید، ایم پی اے، راولپنڈی	ممبر
-14	مسز ثریا انوار، ایس او ایس، چلڈرن ولیج، لاہور	ممبر
-15	مسٹر امتیاز پرویز، لاہور بزنس ایسوسی ایشن برائے بحالی معذوراں	ممبر
-16	مسز نسرین نواز، مکان نمبر 257 بلاک ایف، رحمان پورہ، وحدت روڈ لاہور	ممبر
-17	ڈائریکٹر جنرل، چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو	ممبر/ سیکرٹری

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک صرف ایک ہی چیئرپرسن رہی ہیں اور وہ ڈاکٹر فائزہ اصغر ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی بورڈ آف گورنرز کی چیئرپرسن کو صوابدیدی اختیارات حاصل ہیں۔تاہم محکمہ خزانہ نے بعض اختیارات دیئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے 3 ممبران بھی بورڈ آف گورنرز کے رکن ہوتے ہیں ان میں مسز نازیہ راحیل، ایم پی اے اور مسز شبینہ ریاض، ایم پی اے کا تعلق حکومتی بینچوں سے ہے جبکہ تیسرے ایم پی اے کی نامزدگی قائد حزب اختلاف کرے گا۔تاہم مسز نجمہ حمید، ایم پی اے غیر سرکاری ممبر کے طور پر بورڈ آف گورنرز کی رکن نامزد ہوئی ہیں۔

(ہ) یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران میں سے بھی بورڈ آف گورنرز کا چیئرپرسن ہو سکتا ہے۔

(و) اب تک بورڈ آف گورنرز نے مندرجہ ذیل کمیٹیاں تشکیل دی ہیں:۔

نمبر شمار	کمیٹی کا نام	ممبران	عہدہ
1-	بھرتی کمیٹی	ڈاکٹر فائزہ اصغر	چیئرپرسن

		ڈائریکٹر جنرل (بیورو)	ممبر
		نمائندہ ایس اینڈ جی اے ڈی	ممبر
		نمائندہ ہوم ڈیپارٹمنٹ	ممبر
		ڈاکٹر پرویز حسن	ممبر
		اسسٹنٹ ڈائریکٹر (بیورو)	ممبر
2-	فنانس مانیٹرنگ کمیٹی	ڈاکٹر فائزہ اصغر	چیئرپرسن
		ڈائریکٹر جنرل (بیورو)	ممبر
		ڈپٹی سیکرٹری (محکمہ خزانہ)	ممبر
		ڈپٹی سیکرٹری (محکمہ داخلہ)	ممبر
		فاورق امجد میر	ممبر
		سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	ممبر
3-	قواعد کمیٹی	ڈاکٹر فائزہ اصغر	چیئرپرسن
		ڈائریکٹر جنرل (بیورو)	ممبر
		ڈپٹی سیکرٹری (محکمہ قانون)	ممبر
		ڈپٹی سیکرٹری (محکمہ داخلہ)	ممبر
		اسسٹنٹ ڈائریکٹر (بیورو)	ممبر
4-	ایگزیکٹو کمیٹی	ڈاکٹر فائزہ اصغر	چیئرپرسن
		سیکرٹری (داخلہ)	ممبر
		سیکرٹری (سماجی بہبود)	ممبر
		فاروق امجد میر	ممبر
		سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	ممبر
5-	عوامی آگاہی کمیٹی	ڈاکٹر فائزہ اصغر	چیئرپرسن
		سیکرٹری (محکمہ داخلہ)	ممبر
		سیکرٹری (محکمہ اطلاعات)	ممبر
		ڈائریکٹر جنرل (بیورو)	ممبر
		ڈائریکٹر جنرل (تعلقات عامہ)	ممبر
		اسسٹنٹ ڈائریکٹر (بیورو)	ممبر

(ز) ان کمیٹیوں کا کام بورڈ کو صرف سفارشات پیش کرنا ہے۔

(ح) بورڈ آف گورنرز نے ابھی تک کسی بھی ضلع میں کوئی سپیشل کمیٹی تشکیل نہ دی ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو لسٹ مہیا کی گئی ہے اس کے جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ بورڈ آف گورنرز کی تعداد 18 ہے لیکن جو آگے لسٹ دی گئی ہے اس میں 17 ہے پھر اٹھارویں ممبر کی کیا حیثیت ہے اور اس کی نامزدگی کے بارے میں یہاں پر clear نہیں ہے اور اس کے علاوہ جو لسٹ دی گئی ہے اس میں 8 نمبر پر 15،14،11،10 یہ

جز(الف) کی لسٹ کے اندر۔ان لوگوں نے کیا کسی ادارے میں کوئی خاص roleادا کرنا تھا جس کی وجہ سے انہیں رکھا گیا ہے یاان کو شخصی حیثیت سے رکھا جاتا رہا ہے کیونکہ میرا نہیں خیال کہ یہ جو بہت بڑی لسٹ ہے جس میں پروفیسر نفسیات ہیں،ان کا کیا کردار تھا یاماڈل کالج برائے طلباء کی جو پرنسپل ہیں ان کا کیا کردار تھا کیونکہ نفسیات کی بجائے شاید سیکرٹری کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے؟ یہ سارے کس حیثیت سے رکھے گئے ہیں اس کے علاوہ جو میرا سوال ہے وہ یہ ہے کہ بورڈ آف گورنرز تشکیل کردہ کمیٹیوں میں ممبران کی لسٹ دی گئی ہے آگے جو سوال ہے جز(د) میں نیچے جو لسٹ دی گئی اس کے اندر Majority of the people are government servantsتو اس میں صرف دو ممبران ہیں ایک فاروق امجد میر صاحب جو دو نمبر لسٹ کے اندر ہیں اور ایک سیدہ بشریٰ نواز گردیزی ہیں جو کہ ایم این اے اور ایم پی اے ہیں اس کے علاوہ سب سرکاری ملازمین کی لسٹ دی گئی ہے ان کے لئے کیاان کی کوئی salary تھی یاان کو کوئی اعزازیہ دیا جاتا تھا یاان کا کردار کیا تھا؟ یہ چیز واضح نہیں ہے اور آخری اس کا جواب ہے جز(ز) میں اس میں لکھا ہوا ہے کہ ان کمیٹیوں کا کام بورڈ کو صرف سفارشات پیش کرنا ہے تو یہ جو کمیٹیاں ہیں اس میں کس قسم کی سفارشات کا ذکر ہے ؟اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے اور یہ کتنے لوگ تھے ؟اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر!ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ پہلے ضمنی سوال کا جواب تو آنے دیں۔۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر!میں بھی یہی سوال پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس وقت بنے ہیں، کس نے بنائے ہیں اور جب ان کو ممبر بنایا گیا تو ان کا کیا criteria تھا؟ کیونکہ ان سے بھی بہت زیادہ اچھے تعلیم یافتہ اور محنتی لوگ یہاں بیٹھے ہیں۔

One name Mrs Najma Hameed from Rawalpindi, I think she is not member of the Punjab Assembly at this time according to my knowledge as I know

دوسری ممبر مسز شبینہ ریاض ایم پی اے حکومتی بنچز، تیسری ممبر مسز نازیہ راحیل ایم پی اے حکومتی بنچز یہ تین ہیں لیکن ہمیں بھی تو بتایا جانا چاہئے اور اعتماد میں لینا چاہئے۔اگر یہاں پر ہر چیز چھپا کر کی جائے گی تو پھر ہم یہاں اپنے علاقے کی نمائندگی کرنے کے لئے کس لئے بیٹھے ہیں؟

جناب سپیکر: جی وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی معزز ممبران جنھوں نے یہ ضمنی سوالات کئے ہیں کے جذبے کو appreciate کرتا ہوں کہ انھوں نے چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر کے لئے بڑا interest لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری معزز اراکین کا interest اسی طرح رہا تو انھوں نے جن خامیوں کی نشاندہی کی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان میں بہتری آئے گی۔ انھیں ان کمیٹیوں کے کچھ ممبران پر اعتراض ہے اور کہا ہے کہ اس میں سرکاری ممبران کی تعداد زیادہ ہے۔ چونکہ یہ ایک ایکٹ ہے اور اسی معزز ایوان سے پاس ہوا ہے لہذا میں ان سے کہوں گا کہ وہ اس میں جو بھی مناسب تبدیلیاں چاہتی ہیں وہ اپنی طرف سے بل لائیں تو ٹھیک ہے اور اگر چاہیں کہ حکومت یہ ترامیم لائے تو پھر میں اس کے گورننگ بورڈ کے ساتھ ان کی میٹنگ کا اہتمام کرادوں گا تاکہ ان کی بہتر آراء کی بنیاد پر اس ادارے میں جتنی بھی زیادہ سے زیادہ بہتری آسکے وہ لائی جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک انھوں نے ممبران کی تعداد کی بات کی ہے۔ اس میں بورڈ آف گورنرز کی تعداد یقیناً 18 ہے لیکن بعض اوقات اس میں کچھ vacancies خالی رہتی ہیں غالباً ابھی بھی اس میں ایک اور ممبر induct ہونے کی گنجائش ہے اسے کر دیا جائے گا بلکہ ان کی مناسب guidance کی بنیاد پر ان میں تبدیلی بھی کی جاسکتی ہے چونکہ یہ بورڈ آف گورنرز اور کمیٹیز کافی عرصہ پہلے کی تشکیل دی ہوئی ہیں لہذا ہم چاہیں گے کہ ان کی تجاویز کے بعد اس میں بہتر لوگ لائے جا سکیں۔ محترمہ عارفہ خالد صاحبہ نے پوچھا تھا کہ کس بنیاد پر؟ جو بنیاد ایکٹ میں لکھی ہے وہ تو یہی ہے کہ individual یا شخصی بنیاد پر کسی کو بھی ممبر نہیں بنایا جائے گا بلکہ اس کی اس فیلڈ میں جو خدمات ہیں اور جس ادارے سے منسلک ہے اس میں اس کی جو خدمات ہیں اس بنیاد پر اسے ممبر بنایا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ہمیں کسی اصول پر چلنا چاہئے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر!۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ کے بعد مجھے موقع دیا جائے۔

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! ہمیں بتایا جائے کہ ان کی qualification کیا ہے، یہ اہل تھے اور باقی ممبران اس کمیٹی کے لئے نااہل تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں basic qualification تو یہی ہے کہ جس کسی کی بھی particular area میں خدمات ہوں گی وہ اس کا ممبر بن سکتا ہے۔چونکہ اس سوال میں یہ نہیں پوچھا گیا تھا اب اگر کہتے ہیں تو میں متعلقہ ایکٹ کی متعلقہ دفعات ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔یہ child protection and welfare کا معاملہ ہے لہذا اس میں اور کوئی basic qualification ہو ہی نہیں سکتی ماسوائے اس کے کہ جو اس سے متعلقہ ادارے اور این جی اوز ہیں ان میں جن لوگوں نے outstanding کام کیا ہے ان لوگوں کو اس ادارے میں کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔شاہ صاحب بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں بھی بڑی دیر سے کھڑا ہوں، آپ دیکھتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو دیکھا ہے۔مجھے پتا ہے۔آپ تشریف رکھیں۔جی شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ سوال محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ کا تھا اور محترمہ نے امریکہ میں چائلڈ پروٹیکشن پر کافی کام کیا ہے اور اتفاق سے بورڈ آف گورنرز میں ایک سیٹ بھی خالی ہے لہذا راناصاحب سے گزارش ہے کہ انھیں بھی اس بورڈ آف گورنرز میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں راناصاحب اس بارے میں بااختیار نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ ان کو ممبر بنایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: انھوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، درست ہے۔راناصاحب جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے معزز رکن کی تجویز سے ذاتی طور پر بالکل اتفاق ہے اور جو اتھارٹی بورڈ آف گورنر کے ممبران کو نامزد کرتی ہے میں ان کی گزارش اپنی recommendation کے ساتھ ان کو پہنچادوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔جی، ہراج صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم نے آپس میں طے کر لیا ہے کہ آپ ہم میں سے ایک کو ہی ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں جز(د) کے جواب سے متعلق ضمنی سوال کروں گا۔اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس میں تیسرے ایم پی اے کی نامزدگی قائد حزب اختلاف کرے گا۔ہمارے اسمبلی کے اکثر قوانین میں قائد حزب اختلاف کا role گنا جاتا ہے خاص طور پر لوکل گورنمنٹ کے کمیشن میں بھی قائد حزب اختلاف نے ایک ممبر appoint کرنا تھا، اس بورڈ میں بھی کرنا تھا اور بھی different areas ہیں جہاں انھوں نے appointments کرنی تھیں لیکن میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ان appointments کے بغیر یہ کمشنز incomplete ہیں، یہ ادارے incomplete ہیں لہذا قائد حزب اختلاف سے مشاورت کر کے یہ appointments کرائی جائیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اٹھارہواں ممبر اپوزیشن سے لیا جائے، آپ نے اس کی چیئر پرسن ڈاکٹر فائزہ اصغر اپوزیشن سے لی۔چائلڈ پروٹیکشن کے بارے میں پہلے بھی اخبارات میں کافی آ چکا ہے۔ 17 ممبران میں نسرین نواز مسلم لیگ (ن) لاہور کی صدر ہیں، پنجاب کی صدر کو بھی اس میں ڈال لیا ہے۔یہ تو پھر اپنوں کو oblige کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! مجھے بتائیں کہ آپ سے کیا مراد ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب اس بورڈ کے سرپرست ہیں۔پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے مسلم لیگ (ن) پنجاب کی صدر نجمہ حمید صاحبہ کو بھی اس میں شامل کر لیا، پھر نسرین نواز مسلم لیگ (ن) لاہور کی صدر کو بھی اس میں شامل کر لیا لہذا میری استدعا ہے کہ اب اگر اٹھارہواں ممبر بھی شامل کرنا ہے تو پھر وہ اپوزیشن سے لے لیجئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے محترمہ نے فرمایا ہے کہ ان کو بھی شامل کیا، ان کو بھی شامل کیا۔ بالکل ہم اپوزیشن کو بھی شامل کرنے کے لئے تیار ہیں اور ان کو بھی شامل کرنے کے لئے تیار ہیں۔دونوں طرف سے جن ممبران کا اس specific field میں interest ہے وہ اپنی تجاویز دیں چونکہ اس میں ایم پی اے صاحبان ممبر بن سکتے ہیں لہذا جو ممبر صاحبان اس میں contribute کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا interest بتائیں، انشاء اللہ تعالیٰ ان سب کو accommodate کیا جائے گا۔ محترم ہراج صاحب نے جو point raise کیا ہے۔میں اسے بھی تسلیم کرتا ہوں اور محترم قائد حزب اختلاف سے مشاورت کر کے جسے وہ recommend کریں گے ہم اسے include کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا رانا صاحب لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے بھی commitment کریں گے؟ چونکہ قائد حزب اختلاف نے راجہ بشارت صاحب کا نام لکھ کر بھیجا ہوا ہے لیکن ابھی تک اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جو بات پہلے چل رہی ہے انھوں نے اس کی بات کر دی ہے۔جب وہ ٹائم آئے گا تو پھر اس پر بات کرنا۔اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک دن پہلے بھی یہ point raise کیا گیا تھا اور ابھی بھی لغاری صاحب نے یہ بات کی ہے کہ قائد حزب اختلاف کا اختیار ہے کہ وہ لوکل کمیشن میں کسی ممبر کو نامزد کر سکتا ہے۔راجہ بشارت صاحب جو کہ ہمارے ساتھی رہے ہیں، پچھلی اسمبلی میں وزیر قانون رہے ہیں وہ ہمارے لئے نہایت محترم ہیں اور ہم لوکل کمیشن میں ان کے تجربات سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔لغاری صاحب فرما رہے ہیں کہ راجہ بشارت صاحب کو ممبر مقرر نہیں کیا گیا یا قائد حزب اختلاف کی recommendation کو تسلیم نہیں کیا گیا، میں اس بارے میں اپنے معزز اپوزیشن کے اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ دیکھیں ہر کام کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔لوکل باڈیز کمیشن میں قائد حزب اختلاف نے جس بھی صاحب کو ممبر نامزد کرنا ہے اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہ through سپیکر کریں۔انھوں نے براہ راست لکھ کر محکمہ لوکل باڈیز کو بھیج دیا ہے، through سپیکر نہیں بھیجا تو اس کے اوپر reservation تھی یا ہم اس میں تھوڑا دیکھ رہے تھے کہ آیا اس طرح سے ہو سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے نہیں ہونا چاہئے۔ Speaker ہاؤس کے custodian ہیں اور یہ معاملہ ان کے through ہونا چاہئے تو میں محترم لغاری صاحب

سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کریں کہ وہ متعلقہ rules کے مطابق recommendation بھیجیں۔ جس دن recommendation موصول ہو گی اس پر انشاء اللہ تعالیٰ اسی دن عملدرآمد ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: سوال نمبر 267۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک کیسز کی تعداد، بچوں کی والدین کو سپردگی کا مسئلہ

*267: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے ذریعے دوسرے شہروں، صوبوں اور ممالک سے گمشدہ یا فروخت کئے گئے یا گھروں سے بھاگے بچوں کو واپس لاکر ان کے والدین کے سپرد کیا جاتا ہے؟

(ب) مذکورہ بیورو میں کس قسم کے بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے نیز کتنی عمر تک کے بچوں کو وہاں پر لایا جاتا ہے اور کتنی عمر تک بچے ادارے کے پاس رہ سکتے ہیں؟

(ج) اب تک جنسی تشدد کے کتنے بچے بیورو کے پاس لائے گئے ہیں؟

(د) کیا چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی عدالتیں بھی موجود ہیں، اگر ہاں تو کتنی ہیں اور ان میں اب تک کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور ان میں سے کتنے کیسوں کا فیصلہ ہوا ہے؟

(ہ) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ادارے کے قیام سے اب تک کتنے بچوں کو ان کے والدین کے سپرد کیا گیا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے ذریعے دوسرے شہروں، صوبوں اور ممالک سے گم شدہ یا فروخت کئے گئے یا گھروں سے بھاگے بچوں کو واپس لاکر ان کے والدین کے سپرد کیا جاتا ہے۔

(ب) بیورو میں ایسے بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے جن کی عمر پندرہ سال سے کم ہو اور جو بھیک مانگتے ہوں جن کا اپنا گھر نہ ہو، جو والدین کے کنٹرول سے باہر ہوں یا جن کے والدین تحفظ فراہم نہ کر سکتے ہوں یا ایسے بچے جن کو خطرہ ہو کہ وہ کسی تشدد کا شکار ہو سکتے ہوں یا وہ بچے ایسی جگہ رہ رہے ہیں جہاں عورتیں غلط کاری میں ملوث ہوں ایسے تمام بچے اٹھارہ سال کی عمر تک ادارہ میں رہ سکتے ہیں۔

(ج) جنسی تشدد کے شکار بچوں کا تناسب بارہ فیصد ہے۔

(د) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے زیر انتظام صرف ایک عدالت لاہور میں کام کر رہی ہے جبکہ دوسرے شہروں میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج یہ کام سرانجام دے رہے ہیں چائلڈ پروٹیکشن کورٹ لاہور میں اب تک چالیس کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں جن میں چونتیس کیسوں کا فیصلہ ہو چکا ہے جبکہ چھ کیس باقی ہیں۔

(ہ) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو اب تک 7260 بچوں کو ان کے والدین کے سپرد کر چکا ہے جبکہ اس وقت بھی ادارے میں 623 بچے موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "بیورو میں ایسے بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے جن کی عمر پندرہ سال سے کم ہو۔" اس کے بعد اسی جز(ب) کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ "ایسے بچے جن کو خطرہ ہو کہ وہ کسی تشدد کا شکار ہو سکتے ہیں یا کوئی اور وجہ ہو تو وہ اٹھارہ سال کی عمر تک اس ادارے میں رہ سکتے ہیں" تو میرا سوال یہ ہے کہ اس سے کوئی exact age کا تعین نہیں ہوتا۔ کیا اٹھارہ سال کے بعد یہ اپنے تشدد کے خود ذمہ دار ہو جاتے ہیں یا ان کی کوئی خاص protection کی جاتی ہے، اگر یہ بچوں کے زمرے سے نکل جاتے ہیں تو کیا ان کے لئے کوئی اور ادارہ ہے جو ان کی look after کرتا ہے؟ اسی طرح جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ ''اب تک جنسی تشدد کے کتنے بچے بیورو کے پاس لائے گئے ہیں؟'' اس کے جواب میں محکمہ نے صرف تناسب بتایا ہے، ان کی تعداد نہیں بتائی تو ان کی تعداد کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے یہ پوچھا ہے کہ اٹھارہ سال کے بعد اگر یہ بچے تشدد کا نشانہ بنیں گے پھر کیا وہ خود ہی اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں؟ تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ ایک قانون کا مسئلہ ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ اٹھارہ سال تک انسان اپنے شعور کی پختگی

کے اس معیار تک نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے آپ کو defend کر سکے یا اپنے متعلق کسی معاملے میں خود سے اپنا دفاع کر سکے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اٹھارہ سال کے بعد کوئی انسان یا شہری قانونی طور پر خود اپنے آپ کو defend کرنے کا اختیار بھی رکھتا ہے اور شعور بھی رکھتا ہے اس لئے اس لحاظ سے اٹھارہ سال تک ان بچوں کو وہاں پر اس protection میں رہنے کا حق حاصل ہے۔ اس کے بعد اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے، خواہ اس کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ ہو یا چالیس سال ہو اگر اس کے خلاف کوئی violence ہوتی ہے اور کوئی آدمی ملک کے مروجہ قانون کو ہاتھ میں لے کر violence کرتا ہے تو اس کے لئے ایک علیحدہ طریق کار ہے۔ اس حوالے سے law enforcing agencies موجود ہیں اور وہ اس کا تدارک کر سکتی ہیں۔ اس ادارے میں پندرہ سال تک کے بچوں کو ہی لیا جا سکتا ہے جن وجوہات کی بناء پر لیا جاتا ہے اس بارے میں ادارے کا یہ خیال ہے کہ اس عمر کے بعد اس بات کا امکان کم رہتا ہے۔

باقی انھوں نے جز(ج) کے متعلق فرمایا ہے کہ جنسی تشدد کے شکار بچوں کا تناسب 12 فیصد ہے یعنی اب تک جتنے بچے وہاں پر لائے گئے ہیں ان کا یہ تناسب ہے۔ اگر وہ ان بچوں کی تعداد معلوم کرنا چاہتی ہیں تو میں انھیں آج ہی اس ادارے سے معلومات لے کر فراہم کر دوں گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! اٹھارہ سال تک بچے اس ادارے میں رہتے ہیں اس کے بعد ان کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے تو کیا ان بچوں کو کوئی خاص تربیت دی جاتی ہے کہ یہ اپنے آپ کو eventually protect کر سکیں کیونکہ جو بچے بچپن سے لے کر اٹھارہ سال کی عمر تک suppressed رہیں گے یا ایسے ماحول سے آئیں گے تو ان کو خاص قسم کی تربیت کی ضرورت ہے جو عام بچوں سے یقینی طور پر تھوڑی سی مختلف ہونی چاہئے۔ یہ جو بورڈ آف ڈائریکٹرز اور بورڈ آف گورنرز کی اتنی لمبی فہرست ہے کیا اس میں کوئی ایسے ماہرین ہیں جو ان کو کوئی special training دیتے ہیں یا دلواتے ہیں؟

محترمہ ناظمہ جاوید ہاشمی: جناب سپیکر! میرا بھی اسی سے related question ہے کہ جب ان بچوں کو یہاں پر رکھا جاتا ہے تو ان کو کس طرح سے تیار کیا جاتا ہے کہ وہ باہر نکل کر ایک productive شہری کے طور پر کام کر سکیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بیورو کی پالیسی یا انھوں نے day to day معاملات کو کس طرح سے چلانا ہے اس کی ذمہ داری بورڈ آف گورنرز پر ہے۔ یقیناً اس سلسلے

میں ان چیزوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ان بچوں کو اس قسم کے لیکچرز دیئے جائیں اور اس قسم کے ماحول میں رکھا جائے کہ وہ جب اس protection کے ماحول سے باہر معاشرے کا حصہ بنیں تو ایک اچھے شہری بن سکیں۔اپنے حقوق کو پہچانیں اور دوسروں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔اس سلسلے میں ان کے کورسز ہوتے ہیں اور ان کی تعلیم بھی انہی خطوط پر کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس بارے میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، پلیز آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔دیکھیں، آپ خود سوچیں پھر دوسروں کی باری کس طرح آئے گی؟

محترمہ آمنہ الفت: آپ خود فرماتے ہیں اور میری تعریف کرتے ہیں کہ میں ہاؤس کی کارروائی میں کافی participate کرتی ہوں۔دوسرا میری طرف سے تو ابھی تک کوئی ضمنی سوال نہیں آیا۔

جناب سپیکر: میں اب آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں۔ چلیں، آپ نے جو ضمنی سوال پوچھنا ہے وہ پوچھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔جناب سپیکر! میں بے حد مشکور ہوں۔یہ ایک effective ادارہ ہے اور اس کے results بڑے اچھے آ رہے ہیں۔کیا پنجاب حکومت کا دوسرے اضلاع میں ایسے ادارے شروع کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟ کیا ان میں ہم اپنے effective members شامل کر سکتے ہیں جو اس حوالے سے کام کرنا چاہتے ہیں؟ کچھ ایسی این جی اوز ہیں جو کہ کام کرنا چاہتی ہیں۔معاشرے کے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جو واقعی کام آنا چاہتے ہیں ان کو بھی ان اداروں میں induct کیا جا سکتا ہے۔میرا آخری سوال یہ ہے کہ کیا آج کی تاریخ میں فائزہ اصغر ہی اس ادارے کی چیئرپرسن ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جو جواب یہاں ہاؤس کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس کے مطابق یقیناً ڈاکٹر فائزہ اصغر ہی اس ادارے کی چیئرپرسن ہیں۔دوسرا انھوں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا حکومت کا دوسرے شہروں میں بھی اس ادارے کے دفاتر قائم کرنے کا کوئی پروگرام

ہے؟ جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ ادارہ بہتر کام کر رہا ہے، اس کے بہتر results آ رہے ہیں تو یقیناً یہ سہولت باقی اضلاع تک بھی پہنچائی جائے گی اور یہ تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 305، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر سوال نمبر 305 طبع شدہ دریافت کیا)

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور میں پولیس سٹیشنز کی تعداد و دیگر تفصیل

*305۔**میاں نصیر احمد:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کل کتنے پولیس سٹیشنز اور کتنی پولیس چوکیاں ہیں اور ان میں کتنی پولیس نفری موجود ہے، مکمل تفصیلی فہرست ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ضلع لاہور میں پولیس نفری مکمل ہے یا کم ہے ہر پولیس سٹیشن کے مطابق کمی کی نشاندہی کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ضلع لاہور میں کل 77 پولیس سٹیشن اور 14 پولیس چوکیاں قائم ہیں جہاں پر کل نفری انسپکٹر 68، سب انسپکٹر 326، اے ایس آئی 406، ہیڈ کانسٹیبل 5236 تعینات ہیں۔ تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) ضلع ہذا کی نفری درج ذیل ہے:-

نوعیت	FC	HC	ASI	SI	INSP
منظور نفری	19861	3086	1955	1332	226
موجودہ نفری	20011	2327	1255	916	310
کمی نفری	+150	- 759	−700	−416	+84

جبکہ پولیس سٹیشن کی منظور نفری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال پولیس کی کم نفری کے بارے میں ہے۔ میرا تعلق ضلع جہلم سے ہے اور ہمارے ضلع میں بھی پولیس کی نفری کم ہے تو میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت کا مستقبل میں مزید بھرتی کرنے کا کوئی ارادہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! پولیس کی نفری کے جو international standard ہیں اس کے مطابق بالکل پولیس کی نفری کم ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب کا نہ صرف ارادہ ہے بلکہ حکومت اس پر کام کر رہی ہے۔ میں یہاں پر یہ بات بھی on record لانا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں constables کی بھرتی شروع ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے تمام تر pressure کے باوجود یہ مصمم ارادہ کیا ہوا ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ میں پولیس میں سفارشی بھرتی کر کے اس قوم کو چوروں اور ڈاکوؤں کے سپرد نہیں کر سکتا۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ اب تک constables کی جتنی بھرتی ہوئی ہے اس میں سو فیصد معیار کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے، کوئی ایک آدمی بھی اس میں سفارشی بھرتی نہیں ہوا اور جہاں کہیں سے بھی کوئی شکایت آئی ہے اس کا پوری توجہ سے analysis کیا گیا ہے تو جہاں کہیں بھی کوئی آدمی اس پالیسی کو ادھر ادھر کرتا پایا گیا ہے تو اس کی مثال ڈسٹرکٹ بھکر کی ہے کہ وہاں پر ایک صاحب نے اپنے بیٹے کو بھرتی کروانے کے لئے اس کا fake ڈومیسائل دوسرے ضلع کا جمع کروایا تو اس کے اوپر 3 سینئر پولیس افسران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اور یہ بات بھی محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کے حصے میں آئی ہے کہ انہوں نے ASI کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے through کروانے کا فیصلہ کیا ہے اور اس وقت پبلک سروس کمیشن ASI کی بھرتی کے لئے انٹرویوز اور written test کا کام کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس procedure کے تحت ایسے دیانتدار اور محنتی نوجوان اس force میں داخل ہوں گے جس سے اس force کا تشخص بھی ابھرے گا اور یہ service oriented force بنے گی اور اس کے بعد یہ اس صوبے اور اس ملک کے شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کا باعث بنے گی۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ندیم خادم: ٹھیک ہے۔ I am satisfied

جناب سپیکر: Satisfied now. جی، محترمہ! آپ کا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔150 یونین کونسلیں ہیں تو ریکارڈ کے مطابق 77 پولیس سٹیشن ہیں اور 14 چیک پوسٹ ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ 150 یونین کونسلوں میں اگر 77 پولیس سٹیشن ہیں تو اس سے street crime کیسے کم کیا جا سکتا ہے اور اس کے لئے آئندہ پولیس نے کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے کہ 150 یونین کونسلوں میں فی کونسل کے حساب سے ایک پولیس سٹیشن بنایا جائے تاکہ آج کل گلی محلوں میں موبائل چھیننے، پرس چھیننے اور ڈکیتیوں کی جو وارداتیں ہو رہی ہیں انہیں کم کرنے کے لئے تھانوں کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تھانوں کا area اور وہاں پر جو آبادی ہے یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو ہر وقت ڈیپارٹمنٹ کے زیر غور رہتا ہے اور اس کے اوپر اب بھی کام ہو رہا ہے اور ڈیپارٹمنٹ جب بھی محسوس کرتا ہے کہ تھانوں کی تعداد کو بڑھایا جائے تو اس سلسلے میں کارروائی کی جاتی ہے۔ میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے جو observe کیا ہے کہ ضلع لاہور میں 77 پولیس اسٹیشن اور 14 پولیس پوسٹ کم ہیں تو اس سلسلے میں ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ حکام کے زیر غور یہ بات ہو گی لیکن آج کے حوالے سے ان سے کہیں گے کہ وہ اس سلسلے میں revise کریں اور اگر زیادہ تعداد کی ضرورت محسوس ہو تو اسے بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! دو انسپکٹروں نے ایک ڈکیت کی غیر قانونی امداد کی اور ان کے خلاف پرچہ درج ہوا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت وہ انسپکٹر جیل میں ہیں یا باہر ہیں یا ان کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی ہوئی ہے، اگر ہوئی ہے تو کیا ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم معزز رکن یہ فرما دیں کہ یہ سوال کے کون سے جز کا جواب چاہ رہے ہیں، اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے؟

جناب سپیکر: میں نے آپ کو supplementary question کے لئے کہا ہے۔ ان کا supplementary question نہیں بنتا۔ اگلا سوال میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! On his behalf question No. 378
(معزز رکن نے میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ) کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 378 دریافت کیا)

لاہور۔بیوٹی پارلر پر ڈکیتی کے ملزم کی گرفتاری وفرار کا معاملہ

*378: میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ سمن آباد ضلع لاہور میں بیوٹی پارلر پر ڈکیتی کرتے ہوئے ملزم ندیم مہر گرفتار ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دو سب انسپکٹرز منصور اکبر اور سعادت وڑائچ نے مک مکا کر کے ملزم مذکور ندیم مہر کو فرار کروادیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی ایس پی خالد متین نے کارروائی کرتے ہوئے ان دو انسپکٹروں کے خلاف پولیس آرڈر 2002 کے تحت مقدمہ درج کر کے ان کو حوالات میں بند کر دیا تھا؟

(د) کیا حکومت ان دو انسپکٹروں اور ملزم ندیم مہر کے خلاف سخت کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

حسب رپورٹ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس انویسٹی گیشن لاہور

(الف) مہر ندیم ولد اللہ دتہ قوم ارائیں سکنہ سید پور ملتان روڈ لاہور بیوٹی پارلر میں ہونے والی چوری میں ملوث پایا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ نمبر 08/197 مورخہ 07-05-2008 بجرم 380 ت پ تھانہ سمن آباد لاہور درج ہوا اور ملزم کو گرفتار کر کے بند حوالات تھانہ کیا گیا اور بعد ازاں چالان عدالت کیا گیا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ملزم ندیم مہر کو مورخہ 07-05-2008 کو ہی گرفتار کیا گیا تھا اور اس کو 17-05-08 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا تاہم ملزم ندیم مہر کی ناجائز اور غیر قانونی مدد کرنے کا مرتکب پاکر ہر دو سب انسپکٹروں کے خلاف پولیس آرڈر 2002 کے تحت مقدمہ کا اندراج کیا گیا ہے۔

(ج،د) ہر دو سب انسپکٹروں منصور اکبر اور سعادت حسین وڑائچ کے خلاف پولیس نے مقدمہ نمبر 198/08 مورخہ 08-05-2008 بجرم 155D،155C پولیس آرڈر 2002 تھانہ سمن آباد درج کیا تھا اور ملزمان کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے بند حوالات تھانہ کیا تھا۔ پولیس نے از خود ہر دو سب انسپکٹروں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے مقدمہ کا اندراج کیا۔ بعد ازاں رٹ پٹیشن نمبر 5241 مورخہ 18-06-2008 جو الزام علیہان نے عدالت عالیہ لاہور میں بروئے اخراج مقدمہ مندرجہ بالا دائر کی تھی کو داخل دفتر کروایا اور اس طرح ہر دو سب انسپکٹرز کے خلاف مقدمہ کو بحال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہی بنتا ہے کہ ایک ڈکیت کو پکڑا گیا اس کو دو انسپکٹروں نے ناجائز طور پر چھڑوا دیا، اس کی غیر قانونی امداد کی، ان انسپکٹروں کے خلاف پرچہ درج ہوا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈکیت کی امداد کرنے پر جن دو انسپکٹروں کے خلاف پرچہ درج ہوا ہے وہ اس وقت جیل میں ہیں یا انہیں چھوڑ دیا ہے یا محکمہ نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس مقدمے میں دو S.I صاحبان کا fault پایا گیا تھا کہ انہوں نے ملزم کی ناجائز مدد کی ہے تو ان پر مقدمہ نمبر 198/08 مورخہ 08-05-2008 بجرم 155.CD پولیس آرڈر 2002 تھانہ سمن آباد لاہور درج کیا گیا۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش کے بعد منصور اکبر S.I اور سعادت حسین S.I چالان کئے گئے اور مقدمہ کا چالان مورخہ 27-05-2008 بغرض سماعت عدالت بھجوایا گیا جو کہ زیر سماعت ہے۔ اب عدالت کا اختیار ہے کہ انہیں اس جرم میں کیا سزا دیتی ہے۔ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کر کے ایک سال کی increment کی کٹوتی کی سزا بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال نمبر 385۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان روڈ لاہور میں سٹریٹ کرائمز میں اضافہ

*385: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ لاہور میں سٹریٹ کرائمز میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے جس سے لوگوں میں خوف وہراس بڑھ رہا ہے؟

(ب) لاہور، سال 2008 میں عوام کی طرف سے سٹریٹ کرائمز اور وارداتوں کے حوالے سے دی گئی درخواستوں کی تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے۔

(ج) کیایہ درست ہے کہ ایک ہی جگہ سوڈیوال پانی والی ٹینکی پر بار بار وارداتیں ہو رہی ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو حکومت نے ان وارداتوں کی روک تھام کے لئے اب تک کیا کارروائی کی ہے اور کتنے ملزم پکڑنے میں کامیاب ہوئی ہے، اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) یہ درست ہے کہ سوڈیوال کوارٹرز میں سٹریٹ کرائمز ہوتے ہیں، ان سٹریٹ کرائمز کی روک تھام کے لئے سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ میں موبائل سکواڈ، محافظ، ٹائیگر سکواڈ ہائے تھانہ کی سرکاری گاڑی گشت کرتی ہے، پیدل گشت بھی کی جاتی ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔ سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ کے علاقہ میں وارداتوں / سٹریٹ کرائمز پر کافی حد تک کنٹرول ہے۔

(ب) سال 2008 میں سٹریٹ کرائمز کے حوالے سے 5 عدد درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مندرجہ ذیل مقدمات درج کئے گئے ہیں:-

مقدمہ نمبر 08/361 جرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور، مقدمہ نمبر 08/394 جرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور مقدمہ نمبر 08/402 جرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور، مقدمہ نمبر 08/625 بجرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور اور مقدمہ نمبر 08/763 جرم 392 (ت پ) تھانہ نواں کوٹ لاہور، مقدمات مندرجہ بالا کی تفتیش بذریعہ شعبہ تفتیش عمل میں لائی جارہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے بلکہ پانی والی ٹینکی کا ذکر اس لئے آتا ہے کہ وہ ایک مشہور جگہ ہے، گردونواح کی واردات کے بارے میں بھی لوگ کہہ دیتے ہیں کہ پانی والی ٹینکی پر واردات ہوئی ہے۔

(د) مقدمہ نمبر 08/625 مورخہ 10-05-2008 بجرم 392(ت پ) تھانہ نواں کوٹ ٹریس ہوکر ملزم نعیم شہزاد عرف نعیم قوم مغل سکنہ راوی ریحان جی ٹی روڈ مرید کے ضلع شیخوپورہ کو گرفتار کیا گیا جس سے مال مقدمہ موٹر سائیکل ہنڈا125 نمبری ایل ایکس جی 7576 برآمد ہوکر برسپرداری مدعی مقدمہ کے حوالے کی جاچکی ہے، دیگر واردات ہائے کو بھی ٹریس کرنے کی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ سٹریٹ کرائمز کی روک تھام کے لئے سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ میں موبائلز سکواڈ، محافظ سکواڈ، ٹائیگرز ہائے اور تھانہ کی سرکاری گاڑی گشت کرتی ہے، پیدل گشت بھی کی جاتی ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں بھی ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں جس کی وجہ سے سوڈیوال کوارٹرز ملتان روڈ علاقہ میں وارداتوں / سٹریٹ کرائمز پر کافی حد تک کنٹرول ہے، مشتبہ افراد کی نگرانی کی جارہی ہے۔اس طرح جرائم کے کنٹرول کے لئے تمام تر ممکنہ وسائل اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جارہاہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے یہ سوال ملتان روڈ لاہور کے street crimes کے حوالے سے تھے۔ سب سے پہلے تو خوش آئند بات یہ ہے کہ میں نے جس وقت یہ سوالات جمع کروائے تھے اور یہ specially سوڈیوال کوارٹرز سے related area کے حوالے سے تھے جہاں پر بہت زیادہ street crimes ہو رہے تھے۔اس سوال کی تاریخ وصولی 23۔ مئی 2008 اور اس کی ترسیل 9۔ جون کی ہے۔اس وقت سے لے کر اب تک وہاں پر street crimes میں نمایاں کمی آئی ہے کیونکہ وہاں پر ہمارے کچھ عزیز واقارب بھی رہتے ہیں جن سے یہ ساری reports مجھے collect ہوئی ہیں البتہ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون سے ایک بات کہنا چاہوں گی کہ حصہ (ب) میں یہ لکھا گیاہے کہ street crimes کے حوالے سے پانچ عدد درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن پر حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مقدمات درج کئے گئے۔ درخواستیں تو پانچ موصول ہوئی ہیں لیکن وارداتوں کی تعداد بے بہاہے اور ہمارے لوگ پولیس سٹیشن میں جاکر اپنی reports درج کرواتے ہوئے پولیس کے ناروا رویے کی وجہ سے بھی گھبراتے ہیں کہ ایک تو ان کا نقصان ہوگیا اور اگر پولیس سے کچھ مدد لینی ہے تو پولیس کو خوش کرنے کے لئے مزید خرچہ دینا پڑتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سلسلے میں بھی ان کی طرف سے کوئی واضح جواب آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں allegation کی بجائے relevant بات ہو تو بہتر بات رہے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ پانچ وارداتوں میں سے صرف ایک واردات پکڑی گئی ہے۔ وارداتیں بے تحاشا ہوئی ہیں، درج صرف پانچ ہوئی ہیں اور پانچ میں سے صرف ایک واردات پکڑی گئی ہے تو میرا یہ سوال ہے کہ کیا آئندہ بھی یہ ratio رہے گی یا اس میں بتدریج کوئی بہتری لائی جا سکتی ہے اور اس کے لئے کیا انتظامات کئے جا رہے ہیں؟ بہر حال میں اس وقت سے لے کر اب تک کے حالات سے مطمئن ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے یہ بات کی ہے کہ وہ اس معاملے کو through question جب حکومت کے نوٹس میں لائیں تو اس کے بعد لاہور پولیس نے وہاں پر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور وہاں سے وارداتوں میں کافی کمی آئی ہے تو اس سلسلے میں، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہاں پر جو کارکردگی ہوئی ہے اس کو انہوں نے تسلیم کیا اور دوسرا میں ان کو اس بارے میں بھی appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے گورنمنٹ اور متعلقہ پولیس حکام کی توجہ ایک معاملے کی طرف دلائی تو اس کے اوپر کام ہوا ہے۔ اگر اسی طرح سے سارے معزز ممبران اس بارے میں interest لیں تو یہ حالات کافی حد تک بہتر ہو سکتے ہیں۔ باقی انہوں نے کہا کہ تھانے کے ماحول اور ان معاملات کو روکنے کے لئے لوگ تھانے میں جاتے ہوئے خوف محسوس نہ کریں تو اس سلسلے میں گورنمنٹ آف پنجاب بڑا comprehensively غور کر رہی ہے اور اس میں دو تجاویز ہمارے زیر غور ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جس طرح ہم نے judiciary میں تنخواہوں میں اضافہ کر کے اس بات کی کوشش کی ہے کہ جو لوگ انصاف فراہم کرنے والے ہیں ان کے اپنے مالی حالات ایسے ہونے چاہئیں کہ وہ کسی بنیادی ضرورت سے بالاتر ہو کر اس قوم کو انصاف فراہم کر سکیں۔ یہ ادارہ جو law enforcing agencies ہیں یہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے کیونکہ اس کی کارکردگی کی بنیاد پر عدالتوں نے انصاف فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ نے میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی ہے۔ اس میں اس بارے میں غور و خوض ہوا کہ پولیس اور law enforcing agencies کے حالات کو کس طرح بہتر کیا جائے تو ہم نے اس بات کو اس کے ساتھ attach کیا ہے۔ اس سلسلے میں آئی جی صاحب سے پہلی میٹنگ میں بریفنگ لی

گئی تو اس کے بعد انھیں یہ کہا گیا کہ آپ اپنی اس demand کے ساتھ parallel وہ تجاویز لائیں کہ آپ کس طرح سے اس force کو service oriented force بنائیں گے، کس طرح سے آپ تھانے کے culture کو درست کریں گے، کس طرح سے تھانے کا ماحول ایسا ہو گا کہ کوئی بھی غریب اور مظلوم شہری وہاں پر جا کر خوف محسوس نہ کرے تو اس پر انھوں نے کام کیا ہے۔اس پر انھوں نے کچھ تجاویز دی ہیں جن کے لئے کچھ rules میں ترامیم کرنا ہوں گی اور کچھ کے لئے ہمیں Police Act میں ترامیم کرنے کی ضرورت ہو گی اس لئے دوبارہ وہی بات ہے کہ یا تو ہمیں مارچ 2009 تک انتظار کرنا پڑے گا یا اس کے لئے prior permission لینا پڑے گی۔ محکمہ پولیس کی تجاویز کو جو انھوں نے دی ہیں کہ ہم ان خطوط پر تھانہ کلچر کو بہتر کر سکتے ہیں اور اس force کو بہتر کر سکتے ہیں۔ ہمارا یہ پروگرام ہے کہ ان تجاویز کو اس اجلاس میں یا اگلے اجلاس میں اس ایوان کے سامنے رکھیں، یہاں ان تجاویز پر بحث ہو گی اور اس بحث کے دوران پولیس کے سارے اعلیٰ افسران یہاں آ کر بیٹھیں گے اور ان کی تجاویز کو اور معزز اراکین کی تجاویز کو سننے کے بعد اس میں مزید بہتری لائیں گے۔ اس کے بعد ہم یہ کوشش کریں گے کہ اگر قانون سازی ضروری ہے تو وہ بھی ہو اور دوسری تبدیلیاں بھی لا کر اس محکمے کو service oriented بنائیں۔ اس میں ایک تجویز یہ بھی تھی کہ پولیس میں بھرتی کو شفاف کیا جائے اور بغیر کسی سفارش اور اثر و رسوخ کے پولیس میں بھرتی ہو۔اس شخص کو اس بات پر یقین ہو کہ میں کسی کی سفارش پر نہیں آیا اور میں اس ملک اور صوبے کے لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے آیا ہوں تو اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ میں نے جس طرح پہلے بھی ذکر کیا ہے اور بھرتی کا عمل جاری ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ باقی تجاویز پر بھی بہت جلد عمل کیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جناب وزیر قانون نے بہت تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ Police culture کو بہتر بنانے کے لئے کام ہو رہا ہے۔اس پر جب بھی کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں بات چیت ہو تو میں بھی ان تجاویز میں خواتین پر تشدد کے حوالے سے بھرپور طریقے سے اپنا حصہ بھی ڈالنا چاہوں گی کیونکہ میں crises centres کی چیئر پرسن رہ چکی ہوں تو مجھے ان معاملات کے بارے میں بہت آگاہی ہے۔ میں یہ چاہوں گی کہ مزید تجاویز کے لئے یا میری کسی بھی قسم کی assistance کی ضرورت ہو تو مجھے بھی اس کمیٹی میں ضرور شامل کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ لاء منسٹر صاحب سے ملنا چاہیں تو آپ ان کے چیمبر میں مل لیں۔ وہ آپ کی بات سنیں گے بھی اور میرے خیال میں بہتر نتائج آئیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! سوال کرنے سے پہلے میں آپ کو یاد دلانا چاہتی ہوں کہ میں نے کل آپ سے اپنے ایک سوال کے بارے میں رولنگ مانگی تھی اور ہاؤس میں جو رولنگ مانگی جائے تو اس کا جواب آپ نے ہاؤس میں دینا ہوتا ہے۔ کل محکمے نے جو ہاؤس میں جواب دیا تھا جو میں نے ثابت کیا تھا کہ جواب غلط ہے میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں اور مجھے بتایا جائے کہ اس پر کیا action لیا جائے گا؟ اب میرا سوال نمبر 418 ہے۔

لاہور میں جنوری 2007 سے لے کر اب تک جرائم کی صورتحال

*418: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں جنوری 2007 سے اب تک ڈکیتی، راہزنی اور اغوا برائے تاوان کی کتنی وارداتیں ہوئی؟

(ب) لاہور شہر میں اغوا برائے تاوان کی پچھلے چار ماہ میں کتنی وارداتیں ہوئیں، ان میں سے پولیس نے کتنے لوگوں کو بازیاب کروایا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں روز بروز خاص کر جنوری 2007 کے بعد وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے؟

(د) حکومت ڈکیتی، چوری، راہزنی اور اغوا کی وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) حسب رپورٹ سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس آپریشنز لاہور، ضلع لاہور میں جنوری 2007 سے اب تک ڈکیتی کے 195، راہزنی 3837 اور اغوا برائے تاوان کے 62 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

(ب) اغوا برائے تاوان کے عرصہ متذکرہ کے دوران 18 مقدمات درج ہوئے اور 14 معنویان کو برآمد کیا گیا۔

(ج) کچھ ڈویژن ہائے میں جرائم میں اضافہ ہوا ہے اور 2008 میں کچھ ڈویژن ہائے میں کمی ہوئی ہے جس کی وجوہات آبادی میں اضافہ، بے روزگاری، وسائل میں کمی اور مہنگائی وغیرہ شامل ہیں۔

(د) ڈویژنل ایس پی صاحبان کی مشاورت اور افسران بالا کے احکامات کی روشنی میں پولیس ڈویژن کی تعداد کم کر کے 6 کر دی گئی ہے۔مقدمات کی تفتیش کی جلد از جلد میرٹ پر یکسو کرنے پر ڈویژنل ایس پی آپریشن کے ساتھ ساتھ ایس پی انویسٹی گیشن کا تقرر کیا گیا ہے۔ تھانہ جات میں اس سسٹم کے تحت گشت میں اضافہ کے ساتھ ساتھ ٹائیگر سکواڈ، ایگل سکواڈ اور مجاہد سکواڈ کے ذریعے علاقہ میں گشت کو محدود سسٹم کے تحت مؤثر بنایا گیا ہے۔ حساس علاقہ جات میں سی سی کیمرے لگائے گئے ہیں۔سکیورٹی اینڈ شاپ آرڈیننس کے تحت اہم مارکیٹوں میں سکیورٹی گارڈ تعینات کروائے گئے ہیں۔پولیس سٹیزن لائزن کمیٹیوں کے ذریعے عوامی رابطہ کو مربوط کیا گیا۔عوامی تعاون کے ذریعے مختلف علاقہ جات خاص کر دیہاتی علاقوں میں ٹھیکری پہرہ کا بندوبست کیا جارہا ہے۔تمام اہم مقامات میں ناکہ جات کا بندوبست کیا گیا ہے۔پولیس نفری کو جرائم کے سدباب کے لئے تھانہ جات میں خصوصی طور پر بریفنگ دے کر روانہ کیا جاتا ہے نیز فوری رابطہ کے لئے گشت، ناکہ پر ملازمین کو وائر لیس سیٹ مہیا کئے گئے ہیں۔ 15 پر اطلاع مقامی پولیس اور دیگر گشت کناں پولیس سکواڈز فوری امداد کے لئے جائے وقوعہ پر پہنچتے ہیں۔مختلف وارداتوں کے وقت اور طریق کار کے تجزیہ کے بعد لائحہ عمل مثلاً گشت، ناکہ جات وقت اور مقامات میں مناسب تبدیلی کی جاتی ہے۔وقت بوقت شہر میں ایس او ایس ناکہ جات لگائے جاتے ہیں۔ناجائز اسلحہ منشیات فروش اور اشتہاریوں کی گرفتاریوں کے لئے خصوصی ہفتہ جات مقرر کئے گئے ہیں۔سنگین مقدمات کے ملزمان کی گرفتاری کے لئے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں جن سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔مختلف گینگز کی نشاندہی ہونے پر خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں۔نیز خفیہ نگرانی سفید پارچہ جات میں نفری کا تقرر کیا جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جز(ج) میں پوچھا تھا کہ ''کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں روز بروز خاص کر جنوری 2007 کے بعد وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے؟'' اس کا جواب یہ ہے کہ ''کچھ ڈویژن ہائے میں جرائم میں اضافہ ہوا ہے اور 2008 میں کچھ ڈویژن ہائے میں کمی ہوئی ہے جس کی وجوہات آبادی میں اضافہ، بے روزگاری، وسائل میں کمی اور مہنگائی وغیرہ شامل ہیں۔'' کیا میرے سوال کے مطابق جواب دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: اگر اس کے مطابق نہیں ہے تو آپ کو رانا صاحب دوبارہ بتادیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو سوال دیا جاتا ہے تو ہاؤس میں اس کے مطابق ہی جواب آنا چاہئے۔ یہ محکمے کی ذمہ داری ہے، نہیں تو پنجاب اسمبلی میں وقفہ سوالات کا مطلب ایک ڈھونگ ہی ہو سکتا ہے کہ سوال کچھ پوچھے جائیں اور محکمے جواب اپنی مرضی کا دے دیں۔ میں نے جو لاہور شہر کے متعلق سوال پوچھا ہے تو مجھے مختلف ڈویژن میں الجھا کر فارغ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ صرف لاہور تک محدود نہیں رکھنا چاہتے اور ساری معلومات آپ کو دینا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ہماری معزز رکن ہیں اللہ تعالیٰ انھیں قائم و دائم رکھے۔ ہم ان کو فارغ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر! انھوں نے پوچھا تھا کہ ''کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں روز بروز خاص کر جنوری 2007 کے بعد وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے؟'' آپ دیکھیں کہ لاہور شہر مختلف پولیس ڈویژن میں تقسیم ہے۔ اگر ہم یہ کہہ دیتے کہ overall اضافہ ہوا ہے تو وہ بات بھی شاید درست نہ ہوتی۔ اگر ہم یہ کہتے کہ overall کمی ہوئی ہے تو وہ بات بھی درست نہ ہوتی اس لئے ہم نے ان کی سہولت کے لئے اور بہتر طور پر خدمت کے لئے جواب میں یہ بتایا ہے کہ ہم نے ڈویژن کے طور پر جائزہ لیا ہے اور صورتحال سے آگاہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کہا ہے کہ جنوری 2007 کے بعد وارداتوں میں اضافہ ہوا ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس ہاؤس کے ممبران کی demand پر کیونکہ ممبران نے کئی دفعہ یہ بات اٹھائی کہ تھانوں میں لوگ جاتے ہیں اور مقدمہ درج نہیں ہوتا، لوگ کھلی کچہریوں میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں لیکن مقدمہ درج نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں ہم نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ جو آدمی اپنی شکایت لے کر آئے گا تو اس کا مقدمہ درج ہونا چاہئے۔ اس وجہ سے بھی یہ تاثر ہے کہ شاید جرائم میں اضافہ ہوا ہے حالانکہ وہ اضافہ اس وجہ سے

ہوا ہے کہ جو unreported cases ہوتے تھے۔اب ہم نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ وہ کیس درج ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اب سو فیصد درج ہو رہے ہیں لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سو فیصد جرائم کا اندراج کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(د) میں لکھا گیا ہے کہ ''پولیس نفری کو جرائم کے سدباب کے لئے تھانہ جات میں خصوصی طور پر بریفنگ دے کر روانہ کیا جاتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ پولیس کا موقعے پر دیر سے پہنچنے کی وجہ یہی تو نہیں کہ ان کو تھانوں میں خصوصی بریفنگ دی جا رہی ہوتی ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر۔ چیمہ صاحب!۔۔۔ پھر آپ کہیں گے۔ میں دیکھ رہا ہوں یہ مناسب نہیں ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ ہماری طرف ہی دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں کیوں نہ دیکھوں؟ آپ اس ہاؤس کے معزز رکن ہیں اس لئے آپ کو دیکھنا میرا فرض ہے۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جو خصوصی طور پر بریفنگ دے کر بھیجا جاتا ہے میں اس کے time duration بارے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ بریفنگ کتنی دیر کی ہوتی ہے اور کتنی دیر کے بعد پولیس کو وہاں سے روانہ کیا جاتا ہے؟

اس کے علاوہ دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مختلف gangs کی نشاندہی ہونے کے بعد خصوصی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ یہ بہت مبہم سا جواب ہے اگر تفصیل سے جواب دیا جاتا کہ اس کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں تو بہتر ہوتا اس لئے میں وزیر قانون صاحب سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ مختلف gangs کی نشاندہی ہونے پر یہ کیا خصوصی اقدامات کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مخصوص gangs جب trace ہوتے ہیں تو پھر ان کے لئے خصوصی انتظامات ہی کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے briefing کی بات کی ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جب کسی واردات کی اطلاع ملتی ہے تو briefing اس وقت شروع نہیں

ہوتی بلکہ briefing مختلف اوقات میں refresher courses کی شکل میں دی جاتی ہے یعنی تفتیشی صاحبان یا جن لوگوں نے گشت کرنا ہوتا ہے تو ان موقعوں پر پوری طرح ان کو brief کیا جاتا ہے کہ جب اس قسم کی واردات ملے تو انہوں نے کس طرح سے act کرنا ہے۔ جب بھی کسی واردات کی اطلاع ملتی ہے تو اس میں نہ صرف اس متعلقہ تھانے کی پولیس کو بلکہ "15" والوں کو بھی یہی ہدایت ہے کہ وہ فوری طور پر اس کو pre-empt کریں اور موقع پر پہنچیں۔ اس سلسلے میں اگر کوئی واردات ہو اور اس پر پولیس کی نفری یا پولیس افسران کہ کون کتنی دیر میں پہنچا ہے، "15" کے لوگ پہلے پہنچے ہیں یا متعلقہ تھانے کی پولیس پہلے پہنچی ہے تو اس کا باقاعدہ طور پر ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے اور جہاں کہیں بھی یہ پایا جائے کہ پولیس نے موقع پر action نہیں کیا تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ باقی جب مخصوص gangs پکڑے جاتے ہیں تو اس سلسلے میں تفتیش کے عمل کی ایک لمبی تفصیل ہے، اگر محترمہ چاہیں گی تو میں اس کے بارے میں briefing لے کر بتادوں گا۔ باقی اس سلسلے میں خصوصی سکواڈ بھی بنائے گئے ہیں، ایک مجاہد سکواڈ ہے اور سفید پارچہ جات میں بھی لوگوں کو تعین کیا گیا ہے۔ اب اس سلسلے میں ایک اور پروگرام موجودہ حکومت شروع کر رہی ہے جو پولیس ڈیپارٹمنٹ کے پاس یہ سہولت پہلے نہیں تھی کیونکہ ڈکیتی کی جتنی بھی وارداتیں یا اغوا برائے تاوان ہوئے ہیں میں اس معزز ہاؤس کے ممبران کو بتانا چاہوں گا کہ ان تمام وارداتوں میں موبائل فون کا ایک کلیدی کردار ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ان لوگوں کے پاس موبائل فون نہ ہوتا تو شاید وہ یہ اغوا برائے تاوان کر ہی نہ سکتے اور ڈکیتی کر کے فرار بھی نہ ہو سکتے۔ موبائل فون کی وجہ سے دو مشکلات آتی ہیں، ایک یہ کہ پولیس کے پاس کوئی سسٹم نہیں کہ وہ موبائل فون trace کر سکیں جس کو ٹریکر سسٹم کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ نے یہ اچھا سسٹم شروع کیا ہے۔ اس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس اچھے سسٹم کے حوالے سے اگر ہم معزز ہاؤس کو بتائیں گے نہیں تو پھر کس طرح سے حکومت کی کارکردگی سامنے آئے گی اور کس طرح سے اس معزز ہاؤس سے ہمیں اچھی تجاویز مل سکیں گی؟ میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے ایسا ہوتا تھا کہ پولیس کو آئی ایس آئی اور دوسری ایجنسیوں کے پیچھے بھاگنا پڑتا تھا اور اس کے لئے apparatus کافی مہنگا تھا لیکن محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے کہا کہ اس سسٹم

پر جتنا بھی خرچ ہو ہم یہ سسٹم اب پولیس کو دے رہے ہیں اور اس کے بعد پولیس کی کارکردگی بہتر ہو گی۔اب موبائل سمیں جو بغیر رجسٹریشن کے فروخت ہوتی ہیں اس پر بھی کارروائی کی جارہی ہے۔یہ وہ تمام اقدامات ہیں جن کی بنیاد پر انشاء اللہ تعالیٰ ڈکیتی کی وارداتوں میں خاطر خواہ کمی آنے کا امکان ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا لاء منسٹر صاحب یہ بیان فرمائیں گے کہ کتنے گینگ لاہور شہر میں اب تک گرفتار ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! کتنے گینگز اب تک لاہور شہر میں گرفتار ہوئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں specific بات اس سوال میں پوچھی نہیں گئی تھی اور محکمے کے دیئے ہوئے جواب میں اس وقت درج نہیں ہے۔محترمہ یہ بتادیں کہ وہ کب سے ان گینگز کی گرفتاری کا پوچھ رہی ہیں، دو سال سے یا جنوری 2007 سے تو یہ اطلاع میں ابھی محکمے سے collect کر کے فراہم کر دوں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا سوال جنوری 2007 کے متعلق ہی تھا اس لئے میں نے جنوری 2007 سے اب تک ہی پوچھا ہے کہ کتنے گینگز گرفتار ہو چکے ہیں؟ اس question hour کے بعد میں نے آپ سے آج ruling ضرور لینی ہے۔

جناب سپیکر: کس بارے میں ruling چاہئے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! کل جو میں نے ثابت کیا تھا کہ محکمے نے غلط جواب اسمبلی میں submit کرایا ہے، اس حوالے سے چاہئے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے غلط جواب دیا ہو گا تو میں نے کل ہی بتادیا تھا کہ ان کے خلاف according to law action ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! تین سکواڈ لاہور میں پٹرولنگ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جی، جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کی پٹرولنگ کا طریق کار کیا ہے کیونکہ اس میں مجاہد سکواڈ، ایگل اور ٹائیگر سکواڈ ہے، یہ بتایا جائے کہ جو congested areas ہیں جہاں پر وارداتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں تو یہ کتنے گھنٹے وہاں ڈیوٹی دیتے ہیں، دوسرا سوال یہ ہے کہ تھانے

کو دو جگہ پر تقسیم کر دیا گیا ہے، ایک ایف آئی آر lodge کرتے ہیں، دوسرے investigation کرتے ہیں تو صبح اگر تھانے جایا جائے تو 11 بجے سے پہلے تھانے میں کوئی ملتا ہی نہیں ہے۔ اس کو درست کرنے کا کیا طریق کار ہے اور جو سکواڈ ہے ان کی تعداد کتنی ہے؟

جناب سپیکر: سوال تو ویسے لمبا ہے۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ محترمہ نے جو فرمایا ہے کہ صبح تھانے کوئی جاتا ہے تو 11 بجے تک آفیسرز ملتے ہی نہیں ہیں۔ اس میں ایک reason سمجھ میں آتی ہے کیونکہ صبح کے وقت courts میں لوگوں کے bail matters pending ہوتے ہیں تو افسران کو عدالتوں میں ریکارڈ کے ساتھ پیش ہونا ہوتا ہے لیکن پھر بھی تھانے میں ڈیوٹی آفیسر کا concept رکھا ہوا ہے۔ وہاں پر اگر ڈیوٹی آفیسر بھی موجود نہ ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان کی شکایت متعلقہ حکام سے کی جائے تو اس پر کارروائی ہو گی۔ باقی انہوں نے پوچھا ہے کہ پٹرولنگ والوں کی timing کیا ہوتی ہے تو اس حوالے سے پولیس میں timing کا concept نہیں ہے کیونکہ یہ 24 hour سروس ہے۔ اس میں ہم یہ نہیں کر سکتے کہ فلاں سے فلاں ٹائم پر پٹرولنگ ہو گی اور اس کے بعد نہیں ہو گی۔ یہ درست ہے کہ جو peak hours ہیں جب لوگ اپنے گھروں سے باہر ہوتے ہیں اور ان کو زیادہ خطرہ ہوتا ہے تو ان hours میں ڈیوٹی زیادہ ہوتی ہے لیکن جن hours میں زیادہ خطرہ نہیں بھی ہوتا ان hours میں بھی پولیس ڈیوٹی پر موجود ہوتی ہے اور اس میں کوئی time limit نہیں ہے۔ محترمہ نے تیسری بات کی ہے کہ پولیس کے محکمے کو Investigation and Operation میں تقسیم کر دیا گیا ہے تو یہ درست ہے کہ اس طریق کار کے کوئی اچھے اثرات سامنے نہیں آئے، اس بارے میں حکومت غور کر رہی ہے اور جونہی پولیس آرڈیننس کو amend کرنے کا اختیار حاصل ہو گا تو اس سلسلے میں ہم اس ہاؤس کے consensus and guidance میں سوچیں گے۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ اپنا ٹائم خود ہی ضائع کر دیتے ہیں۔ اگر تو آپ کا ضمنی سوال ہے تو جلدی سے کریں۔

ملک محمد عباس راں: میں جلدی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن آپ کا یہ ضمنی سوال ہو گا۔

ملک محمد عباس راں: میرا سوال یہ ہے کہ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نام غلط لے رہے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: عظمیٰ بخاری صاحبہ نام لے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر غلط نام لے رہے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

جناب سپیکر: اب ٹھیک ہے۔جی، فرمائیں!

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے یہ سوال 26۔ مئی 2008 کو جمع کروایا تھا۔ ان کا سوال لاہور کے متعلق تھا اور اس کے جواب کی تاریخ وصولی 16 نومبر کی ہے۔ لاہور کا یہ حال ہے تو اگر ہم صوبے کے کسی دور دراز ضلع کی بات کرتے ہیں تو پھر اس کا کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر: آپ جو بات کر رہے ہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ میں نے یہ سوال دیکھ لیا ہے اور میرے تک پہلے یہ آ چکا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اس کے بارے میں آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا تاکہ معزز رکن اس کے اوپر update ہو جائیں۔ ایسا نہیں ہے کہ محکمے نے جواب بھیجتے بھیجتے چھ ماہ لگا دیئے ہیں بلکہ آپ کی ہدایت اور سیکرٹریٹ کی معاونت سے اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ جو جواب محکمہ بھیجے اس کو update کرتا رہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ 26۔ مئی کو یہ سوال ہوا اور جواب اس کا 26۔ جون کو آ گیا اور آج ہم اُسی جواب کو ہی پڑھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جواب outdated ہو اور وہ متعلقہ نہ رہے اس لئے سیکرٹریٹ کی معاونت سے اس کو update کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میں رانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پولیس رولز کو amend کرنے کے سلسلے میں اس House میں کب تک یہ amendments لا رہے ہیں کیونکہ ہماری policing کا جو سسٹم ہے اور اس میں پولیس رولز 2002 کے تحت اس میں مزید گند ڈال دیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے فوری طور پر amend کرنے کی ضرورت ہے جس سے عوام کو آسانی ہو اور ہم جرائم کا قلع قمع کر سکیں۔اس سلسلے میں رانا صاحب سے میری گزارش ہے کہ یہ کب تک لا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں تفصیلاً پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس پر کام ہو رہا ہے۔اس کے لئے ہمیں یا تو پھر اس وقت کا انتظار کرنا پڑے گا جب schedule VI والی قدغن ختم ہو جائے یا پھر اس کے لئے صدر سے اجازت لینی پڑے گی تو اس سلسلے میں ہماری پوری کوشش ہے کہ ہم جلد سے جلد اس میں ترمیم کر سکیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 424 ہے۔

ضلع اوکاڑہ میں جرائم اور امن عامہ کی صورتحال کی تفصیل

*424: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ سال 07-2006 میں ڈکیتی، راہزنی، چوری اور اغوا کی کتنی وارداتیں ہوئیں تھانہ وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کس تھانہ کی حدود میں جرائم میں اضافہ ہوا اور کیوں اور اس کو کنٹرول کرنے کے لئے متعلقہ انتظامیہ کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، آگاہ فرمائیں؟

(ج) حویلی لکھا تھانہ کی حدود میں موجودہ ایس ایچ او نے جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل بیان کریں؟

(د) 07-2006 تھانہ حجرہ شاہ مقیم / تھانہ بصیر پور کی حدود میں کن جرائم میں اضافہ ہوا اور کیوں؟

(ہ) اوکاڑہ شہر میں امن عامہ کی صورتحال کو ٹھیک کرنے، چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتوں پر قابو پانے کے لئے موجودہ انتظامیہ کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف)

نام تھانہ	سال	ڈکیتی	راہزنی	چوری	اغوا
اے ڈویژن	2007	1	21	87	12
	2006	8	28	87	13
بی ڈویژن	2007	-	15	56	13
	2006	1	19	54	7
شاہ بھور	2007	8	4	97	10
	2006	13	7	83	19
صدر اوکاڑہ	2007	6	18	76	40
	2006	19	24	100	41
سٹی رینالہ	2007	7	12	57	16
	2006	4	18	59	15
صدر رینالہ	2007	4	20	52	14
	2006	13	25	75	27
چوچک	2007	1	10	91	19
	2006	5	15	142	28
گوگیرہ	2007	3	9	45	22
	2006	10	15	45	22
سنگھرہ	2007	4	11	73	4
	2006	8	15	85	13
شیر گڑھ	2007	6	6	7	4
	2006	-	-	-	-
صدر دیپالپور	2007	12	12	127	47
	2006	21	19	164	46
سٹی دیپالپور	2007	8	18	138	25
	2006	13	16	125	36
حویلی لکھا	2007	7	22	144	15
	2006	6	28	147	19

حجرہ شاہ مقیم	2007	11	32	131	30
	2006	36	33	92	33
منڈی احمد آباد	2007	4	7	62	19
	2006	5	4	44	10
بصیر پور	2007	4	13	110	39
	2006	13	25	125	39

(ب) یہ کہ تھانہ سٹی رینالہ کے مقدمات ڈکیتی، اغوا میں بالترتیب 3 اور ایک مقدمہ کا اضافہ ہوا ہے تھانہ شیر گڑھ یکم جولائی 2007 کو معرض وجود میں آیا تھا اس لئے سال 2007 میں درج شدہ مقدمات کا پچھلے سال سے موازنہ نہ کیا جا سکتا ہے۔

سٹی دیپالپور تھانہ میں بھی راہزنی کے ہیڈ میں 2 اور چوری کے ہیڈ میں 13 مقدمات کا اضافہ ہوا ہے تھانہ منڈی احمد آباد میں جرم راہزنی کے ہیڈ میں 3، چوری کے ہیڈ میں 13 مقدمات کا اضافہ ہوا ہے تھانہ منڈی احمد آباد میں جرم راہزنی کے ہیڈ میں 3 چوری کے ہیڈ میں 18 اور اغوا کے ہیڈ میں 9 مقدمات کا اضافہ ہوا ہے۔ تھانہ بی ڈویژن میں چوری کے دو اور اغوا کے چھ مقدمات کا اضافہ ہے۔ تھانہ شاہ بھور میں چوری کے 14 مقدمات کا اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔ تھانہ حجرہ شاہ مقیم چوری کے 39 مقدمات زائد درج ہوئے ہیں نیز سٹی دیپالپور میں اغوا کا ایک مقدمہ زائد درج ہوا ہے۔ زیادہ تر چوری کے مقدمات میں معمولی اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ فری رجسٹریشن پالیسی ہے سال 2006 میں ڈکیتی، راہزنی، چوری، اغوا کے ہیڈ میں 2315 مقدمات جبکہ سال 2007 میں 2035 مقدمات درج ہوئے ہیں جو مجموعی طور پر 280 مقدمات کی کمی آئی ہے۔

جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے ٹھیکری پہرہ کا نظام اور بیٹ گشت کو مؤثر بنایا گیا ہے نیز جناب آئی جی کے حکم کے مطابق ٹی او ایس مجرمان اشتہاری، عدالتی مفروران کی گرفتاری کی مہم شروع کی گئی ہے جس سے کافی حد تک جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔

(ج) تھانہ حویلی لکھا کی حدود میں موجود ایس ایچ او مورخہ 08-4-25 کو تعینات ہوا ہے جنہوں نے جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

1- ٹھیکری پہرہ کی تنظیم نو: موجودہ ایس ایچ او آغا ناصر نے آتے ہی نمبرداران اور چوکیداران ناظمین و نائب ناظمین سے میٹنگ کر کے ٹھیکری پہرہ اور چوکیدار نظام کی تنظیم نو کی ہے۔

2- مؤثر بیٹ گشت کا نظام: موجودہ ایس ایچ او نے جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے بقیہ اوقات کے علاوہ خصوصاً شام 6 بجے سے 12 بجے تک بیٹ گشت کا انتظام کیا ہے۔

3- خصوصی ٹیموں کی تشکیل: ایس ایچ او حویلی لکھا نے اہم مقدمات کے لئے خصوصی ٹیموں کی تشکیل دی ہے ان ٹیموں نے گزشتہ ایک ماہ کے دوران دو خطرناک گینگ جس میں مشتاق عرف مشتاقی اور لیاقت عرف لیاقو گینگ گرفتار کئے ہیں جن کی گرفتاری پر کئی سنگین مقدمات ٹریس ہوئے ہیں۔

4- مہم برخلاف مجرمان اشتہاری: ایس ایچ او نے افسران بالا کی ہدایت کے مطابق اشتہاری مجرمان کے خلاف مہم جاری رکھی ہوئی ہے جن کی گرفتاری سے علاقہ میں جرائم کی لہر قدرے کنٹرول میں ہے۔

5- سماعت سائلان و فری رجسٹریشن: ایس ایچ او دفتری اوقات کے علاوہ شام 5 بجے سے 7 بجے تک تھانہ میں آنے والے سائلان کی نہ صرف سماعت کرتے ہیں بلکہ ان کے مسائل پر ہمدردانہ غور بھی کیا جاتا ہے نیز حکومتی ہدایت کے مطابق ایف آئی آرز کی فری رجسٹریشن بھی جاری ہے۔

6- کمیونٹی پولیسنگ: جرائم کو کنٹرول کرنے کے لئے انسپکٹر ناصر محمود نے الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا سے وابستہ اشخاص کے تعاون سے قصبہ حویلی لکھا کے چوکیدار نظام اور خفیہ معلومات کے حصول کے لئے مؤثر اقدامات کئے ہیں جن سے نہ صرف عوام اور پولیس کے مابین اختلافات کم ہوئے بلکہ جرائم میں بھی کمی آئی ہے۔

(د) سال 07-2006 کے کرائم کے گوشوارہ میں صرف چوری کے مقدمات میں معمولی اضافہ ہوا ہے جبکہ دیگر سنگین جرائم میں کمی آئی ہے۔مزید برآں جرائم کی بیخ کنی کے لئے ریکارڈ یافتہ ملزمان و مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے خصوصی مہم کا آغاز ہو چکا ہے۔

(ہ) ضلع اوکاڑہ کے تمام تھانہ جات زیادہ تر دیہاتی علاقہ پر مشتمل ہیں اور چوری کی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔جن کو کنٹرول کرنے کے لئے دیہاتی تھانوں میں زیل وائز گشت کا انتظام کیا

گیا ہے جبکہ شہری علاقوں میں بیٹ وائز موٹر سائیکل سرکاری گاڑیوں پر گشت کی جاتی ہے اس طرح واردات کو روکنے کے لئے مؤثر انتظامات کئے گئے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: محکمہ نے میرے سوالوں کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ دیا ہے لیکن ایک بات جو میں نے نوٹ کی کہ چوری اور اغوا کی وارداتوں میں کافی قابل ذکر حد تک اضافہ ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر قانون صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ خاص طور پر ان چوری اور اغوا کی وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور جو پولیس افسران یا متعلقہ تھانوں کے SHOs کے خلاف جن کے تھانوں کی حدود میں ایسے جرائم کا اضافہ ہوا ہے، کیا ان کی مانیٹرنگ کا بھی کوئی سسٹم کیا گیا ہے یعنی کیا ایسے SHOs کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں پہلے بھی میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکا ہوں اور میں اسی بات کو refer کروں گا بجائے اس کے کہ دوبارہ اس کو repeat کروں۔ اب اس میں صورتحال یہ ہے کہ اب ہم اگر اس بنیاد پر SHO کے خلاف ایکشن لینا شروع کر دیں تو پھر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ مناسب نہیں ہوگا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): تو پھر لوگوں کے مقدمات درج کرنے سے وہ اجتناب کرنا شروع کر دیں گے اس لئے یہ طریق کار مناسب ہے باقی سردست ہماری جو تحقیق یا انکوائری ہے اس کے مطابق یہی ہے کہ چونکہ ہماری رجسٹریشن فری کر دی ہے اس لئے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ اس میں اضافہ ہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر قانون صاحب سے یہ سوال ہے کہ پولیس میں بہت high salaried کچھ لوگوں کو کنٹریکٹ پر appoint کیا گیا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو نکال دیا گیا اور کچھ لوگوں کو ابھی تک رکھا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سوال سے متعلقہ رہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔اگر غیر متعلقہ ہوئی تو اجازت نہ دیں۔

جناب سپیکر: اس کے متعلقہ ہی ضمنی سوال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کو نہیں نکالا گیا اور ان کو کنٹریکٹ پر high salary پر رکھا گیا تو ابھی تک ان کی کیا utility ہے اور انہوں نے اب تک کیا deliver کیا ہے؟ان کو کیوں نہیں نکالا گیا جب باقی لوگوں کو نکالا گیا ہے اور ابھی بھی high salary پر ان کو کیوں رکھا گیا ہے،ان کی کیا delivery ہے جبکہ انتہائی سینئر پولیس آفیسرز ان کے نیچے کام کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!کیا مناسب سمجھتے ہیں اس کا جواب دینا یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک معزز ممبر سوال کرے اور میں اس کا جواب دینا مناسب نہ سمجھوں؟میں بالکل مناسب سمجھتا ہوں اور اس سلسلے میں محترم شیخ صاحب سے عرض کروں گا کہ کیونکہ یہ ایک انہوں نے specific بات کی ہے تو اس کے متعلق سرِدست میرے پاس کوئی انفارمیشن نہیں ہے تو وہ اس کو question یا تحریک التوائے کار کے ذریعے لائیں اور نشاندہی کریں تو ہم اس سلسلے میں اگر کوئی کسی جگہ پر کوتاہی ہو رہی ہے تو اس کو درست کریں گے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ کے تھانوں کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کا معاملہ

*429: **راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کی وزارت اعلیٰ کے سابق دور میں صوبہ بھر کے تھانوں کا تمام ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا؟

(ب) اگر ہاں تو مذکورہ منصوبہ پر آج تک عمل کیوں نہیں کیا گیا اور اس ضمن میں تازہ ترین صورتحال کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 96-1995 میں 6.9 ملین کی لاگت سے ایک منصوبہ تشکیل دیا گیا جس کا مقصد ٹیلی پرنٹر مشین کو ای میل کمیونیکیشن سسٹم میں تبدیل کرنا تھا اس مختص کردہ رقم میں -/40000،11 روپے کی رقم اردو کے لئے مختص کی گئی۔ (PSRMS) سافٹ ویئر پروگرام پولیس سٹیشن ریکارڈ مینجمنٹ سسٹم پرائیویٹ لمیٹڈ کو کنٹریکٹ دیا گیا، جس کی کاپی فلیگ innovaite مورخہ 27-06-1997 کو (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ فرم نے تمام مینئول سسٹم کو سٹڈی کیا اور اردو سافٹ ویئر پروگرام تیار کیا گیا۔ سافٹ ویئر کو کمپیوٹر بیورو قربان لائنز میں آزمائشی بنیاد پر ضلع قصور کے پولیس سٹیشن گنڈا سنگھ، تھانہ اے ڈویژن اور تھانہ کھڈیاں کے اصل ریکارڈ کو کمپیوٹر میں فیڈ کیا گیا۔

آزمائشی مرحلے کے دوران اس اردو سافٹ ویئر کے متعلقہ تمام کمی بیشی کو ہوم ڈیپارٹمنٹ اور فرم کو مطلع کیا گیا اس معاملے کا جائزہ لینے کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ نے انفارمیشن ٹیکنالوجی گورنمنٹ آف پنجاب کے پاس بھجوایا۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ کی منظوری سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا مقصد اس معاملے پر غور کر کے اپنی تجاویز فراہم کرنا تھا کمیٹی نے تمام معاملات معاہدہ کا بغور جائزہ لینے کے بعد اپنی سفارشات پیش کیں جس کی کاپی فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کمیٹی کی سفارشات پر ہوم ڈیپارٹمنٹ نے فرم کو 3 سال کے لئے بلیک لسٹ کر دیا اور بنک گارنٹی کے طور پر دیئے گئے -/40،000،11 روپے واپس خزانے میں جمع کروانے کے احکامات جاری کئے جس کی کاپی (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سلسلے میں وزارت داخلہ گورنمنٹ آف پاکستان اور نیشنل پولیس بیورو نے 2004 میں ایک PROMIS Police Record and office Management Information System) پراجیکٹ کا آغاز کیا گیا ہے جس کے تحت گزشتہ تین سالوں

میں نیٹ ورک اور ہارڈ ویئر کی سہولت پنجاب پولیس کے دفاتر اور تھانوں میں مہیا کی جارہی ہے ۔اس پراجیکٹ میں تمام تھانوں کو آئی جی آفس سے منسلک کر دیا جائے گا۔ 2008 کے آخر تک پنجاب کے چھ اضلاع کے پولیس سٹیشنز کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے گا۔

راولپنڈی میں ٹریفک روانی کے لئے اقدامات

*432: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

راولپنڈی میں تمام معروف چوکوں پر ٹریفک تیزی سے رواں رکھنے اور ٹریفک گزرنے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے موجودہ حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، تفصیلاً بتایا جائے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قبل ازیں ٹریفک پولیس راولپنڈی کی ذیل نفری

سی ایس	ایچ سی	اے ایس آئی	ایس آئی	آئی پی
187	43	48	49	12

راولپنڈی شہر کے تمام معروف چوک ہائے و گنجان آباد علاقوں کے 525 پوائنٹس پر تعینات تھے جو ٹریفک کو رواں دواں رکھتے تھے جن کے پاس

جیپ	پک اپ	بس	موٹر سائیکل	وائرلیس سیٹ
3	11	1	38	96

موجود تھے۔

متذکرہ بالا نفری ٹریفک کو رواں رکھنے کے ساتھ ساتھ اوسطاً سال میں 389 وی وی آئی پی ڈیوٹیاں بھی سرانجام دیتی تھی وی وی آئی پی موومنٹ کے دوران متذکرہ بالا نفری کو اہم چوک ہائے سے اٹھا کر وی وی آئی پی روٹ پر مجبوراً بھجوا دیا جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے چوک ہائے میں ٹریفک کی روانی میں رکاوٹ پیش آتی تھی۔

تاہم اب پنجاب گورنمنٹ کی جانب سے راولپنڈی شہر میں نیا ٹریفک سسٹم (سٹی ٹریفک پولیس) شروع ہو چکا ہے۔راولپنڈی شہر میں ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کے لئے

SSP/CTO	SP/STO	TO/DSP	STW	TW
1	1	4	33	878

تعینات کئے گئے ہیں۔جن کے پاس جدید

جیپ	پک اپ	کلٹس کار	ہائی ایس	بس	ٹویوٹا ٹرک	موبائل کنٹین	کار	موٹر سائیکل	وائر لیس سیٹ
2	18	11	1	4	1	2	5	549	1034

نوجوان ٹریفک وارڈنز عموماً معروف چوک ہائے میں تقریباً 4/4 وارڈنز پر مشتمل نفری تعینات کی جاتی ہے جو ٹریفک کی روانی بہتر بنانے کے لئے انتھک محنت کر رہے ہیں۔اس کی مثال یوں پیش کی جا سکتی ہے کہ راولپنڈی کا صادق آباد شہر جو کہ بغیر کسی پلاننگ کے آباد ہوا ہے۔جہاں تنگ سڑکیں، کمرشل پلازے اور پارکنگ نہ ہونے کے باوجود آج تک بفضل خدا صرف اور صرف ٹریفک پولیس راولپنڈی کی انتھک محنت، جانفشانی، تندہی اور لگن کے ساتھ ڈیوٹی کرنے کا یہ ثمر ہے کہ لوگ رش کے اوقات، جلسے جلوس اور وی وی آئی پی موومنٹ کے باوجود وقت پر گھر، دفتر اور دکانوں و کاروباری مراکز پر پہنچ رہے ہیں۔

عوامی حکومت کے دور میں مری روڈ کے اوپر اکثر اوقات جلسے جلوس منعقد ہوتے ہیں جن کے لئے علیٰحدہ ٹریفک پلان ترتیب دیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت بڑے جلسے جلوس لیاقت باغ و ملحقہ علاقوں میں منعقد ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور ٹریفک ڈائیورشن پلان کی وجہ سے ٹریفک کی روانی میں کوئی خلل نہ پڑتا ہے اور عوام الناس کو ٹریفک کی روانی کے سلسلہ میں کوئی شکایت نہ ہوتی ہے۔راولپنڈی شہر کی معروف سڑک مری روڈ جو کہ 1999 میں کشادہ کی گئی تھی اس وقت تقریباً 125 سے 130 گاڑیاں ماہانہ ای ٹی او آفس راولپنڈی کے پاس رجسٹرڈ ہو رہی تھیں۔جبکہ آجکل 3000 سے 3500 گاڑیاں ماہانہ رجسٹرڈ ہو رہی ہیں مگر مری روڈ 1999 والا ہی ہے۔ جبکہ آج کل راولپنڈی شہر میں تقریباً 340000 گاڑیاں چل رہی ہیں۔علاوہ ازیں اسلام آباد کی رجسٹرڈ گاڑیاں بھی راولپنڈی شہر میں سارا دن دوڑتی پھرتی ہیں مگر اس کے باوجود پرانی روڈ ڈیزائننگ، کمرشل پلازوں اور کاروباری مراکز کی بھرمار کے باوجود ٹریفک پولیس راولپنڈی

پبلک کی سہولت کے لئے دن رات کوشاں اور ٹریفک کی روانی میں بغیر خلل اور رکاوٹ کے برسرپیکار ہے۔یہ پنجاب حکومت کی پلاننگ، فراخدلی اور دور اندیشی کا نتیجہ ہے کہ راولپنڈی شہر کو درج بالاانفراسٹرکچر سے لیس کیا گیا ہے۔

لاہور میں ہر ٹاؤن کی سطح پر لرننگ وڈرائیونگ سنٹرز بنانے کا مسئلہ ودیگر تفصیلات

*571: جناب وسیم قادر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور میں صرف ایک لرننگ وڈرائیونگ لائسنس سنٹر ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پہلے ہر ٹاؤن میں لرننگ سنٹر قائم کئے گئے تھے، جبکہ اب ٹریفک پولیس نے ٹاؤنز سے لرننگ سنٹرز ختم کر دیئے ہیں، جس کی وجہ سے شہریوں کی مشکلات میں اضافہ ہوگیا ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ تربیت یافتہ ملازمین کو ہٹاکر بھاری تنخواہ لینے والی غیر تربیت یافتہ لیڈی وارڈنز کو لائسنس بنانے کے کام پر لگادیا گیا ہے؟

(د) کیایہ بھی درست ہے کہ لائسنس ٹریفک آفس ضلع کچہری سے بنتا ہے جبکہ ٹیسٹ وغیرہ قذافی سٹیڈیم میں لئے جاتے ہیں، جس سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ہ) کیا حکومت دوبارہ ٹاؤنز میں لرننگ سنٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایک کروڑ آبادی رکھنے والے شہر لاہور کے لئے لرننگ وڈرائیونگ لائسنس سنٹر اور وہاں تربیت یافتہ ملازمین کی تعیناتی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے۔لاہور میں اس وقت چھ لرنر بوتھ دفتر چیف ٹریفک آفیسر لاہور قائم کئے گئے ہیں جہاں پر چھ لیڈی وارڈنز مع دوسرے ٹریفک سٹاف اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔تاہم حتمی طور پر لائسنس کا اجرا دفتر چیف ٹریفک آفیسر لاہور میں قائم کردہ

کمپیوٹر سیل سے کیا جاتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ لاہور میں مزید دو مقامات پر لرنر بوتھ ہائے قائم کئے گئے ہیں۔جن کی تفصیل ذیل ہے:۔

(1)لبرٹی مارکیٹ (2) تھانہ شمالی چھاؤنی

لرنر متذکرہ بالا میں 2/2 لیڈی وارڈنز علیٰحدہ علیٰحدہ اپنے فرائض (فیڈنگ) سرانجام دے رہی ہیں تاکہ عوام کو زیادہ سے زیادہ خدمات مہیا کی جاسکیں اور جلد از جلد لرنر لائسنس کا حصول ممکن بنایا جاسکے۔

(ب) لاہور میں کمپیوٹرائزڈ لرنر لائسنس کے اجرأ سے قبل مندرجہ ذیل مقامات پر لرنر بوتھ ہائے قائم کئے گئے تھے جہاں پر مینئول طریقے سے لرنر لائسنس کا اجرأ کیا جاتا تھا۔

(1) ماڈل ٹاؤن، کلمہ چوک کیاسک (2) داتا گنج بخش ٹاؤن، ریواز گارڈن

(3) تھانہ سرور روڈ کینٹ (4) تھانہ مغل پورہ

(5) تھانہ سول لائنز، بلڈنگ دفتر(15) (6) دفتر ایس پی ٹریفک لاہور

تاہم لرنرز لائسنسوں کو کمپیوٹرائزڈ کئے جانے کے بعد جز(الف) کے جواب میں بیان کئے گئے مقامات پر لرنر بوتھ ہائے قائم کئے گئے ہیں جہاں پر کمپیوٹرائزڈ لرنر لائسنس کا اجرأ عمل میں لایا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے لرنر لائسنس کے حصول کے سلسلے میں عوام کے مسائل کو ختم کرنے کے لئے گریجوایٹ لیڈی وارڈنز کو تعینات کیا گیا ہے تاکہ عوام کو بہتر سروس مہیا کی جاسکے تاہم ان لیڈی وارڈنز کے ساتھ بقایا تربیت یافتہ عملہ بھی اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ لائسنس ٹریفک آفس ضلع کچہری سے بنتا ہے چونکہ روڈ ٹیسٹ کے لئے دفتر میں مناسب جگہ درکار نہ ہونے پر ڈرائیونگ ٹیسٹ قذافی سٹیڈیم لئے جاتے ہیں تاہم حتمی طور پر ڈرائیونگ لائسنس کا اجرأ دفتر چیف ٹریفک آفیسر لاہور سے ہی ہوتا ہے۔

(ہ) عوام کے مسائل کو کم کرنے اور لرنر لائسنس کے جلد حصول کے لئے لاہور میں 10 مقامات پر لرنر سنٹر کھولے جائیں گے جس کے لئے ضروری پراسیس جاری ہے۔

(و) سٹی ٹریفک پولیس نہ صرف لاہور میں ٹریفک کو بہترین خطوط پر استوار کرنے کے لئے کوشاں ہے بلکہ عوام کو لائسنس سے متعلقہ درپیش مسائل پر بھی قابو پا رہی ہے جس کے لئے عوامی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے کمپوٹرائزڈ لائسنس کے اجرأ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا

ہے اور لرنر بوتھ ہائے پر تربیت یافتہ وارڈنز/ لیڈی وارڈنز کو تعینات کیا گیا ہے تاکہ عوام کو بہترین خدمات مہیا کی جا سکیں۔

ضلع بہاولنگر میں 2002 تا 2008 کے دوران بھرتی کی صورتحال

*593: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاول نگر میں سال 2002 تا 2007 پولیس میں کنٹریکٹ یا ریگولر مختلف اسامیوں پر بھرتی ہوئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بھرتی سفارش کی بنیاد پر اور ایم پی ایز، ایم این ایز اور وزراء کے کوٹا کے ذریعے کی گئی ہے؟

(ج) مذکورہ بھرتی ضلع کی بنیاد پر ہوئی ہے یا تحصیل کی بنیاد پر اگر تحصیل کی بنیاد پر بھرتی ہوئی ہے تو ہر تحصیل کے لئے مختلف اسامیوں کی تعداد کیا تھی؟

(د) کیا مذکورہ بھرتی کے ذریعے تمام خالی اسامیوں کو پر کر لیا گیا ہے یا ابھی تک کچھ اسامیاں خالی ہیں تو کتنی ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کنٹریکٹ اور سفارش کی بنیاد پر کی گئی بھرتی منسوخ کرنے کو تیار ہے اور خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں سال 2002 سے لے کر سال 2006 تک بھرتی برائے پٹرولنگ پولیس، پنجاب کانسٹیبلری و ضلع پولیس عمل میں لائی گئی ہے جبکہ سال 2007 سے تاحال کوئی بھرتی نہ کی گئی ہے تمام بھرتیاں مستقل بنیادوں پر کی گئی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ بھرتی مکمل طور پر میرٹ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

(ج) بھرتی ضلع کی بنیاد پر کی گئی ہے۔

(د) اس وقت کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ہ) تمام اسامیاں میرٹ کی بنیاد پر مستقل بنیادوں پر بھرتی کے ذریعے پر ہو چکی ہیں۔

یو سی۔87 کے چکوک کو تھانہ صدر میاں چنوں میں شامل کرنے کا مسئلہ

*612: رانا بابر حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یو سی۔87 تحصیل میاں چنوں کے چکوک تھانہ چھب میں شامل ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ چکوک تھانہ چھب سے کافی دور ہیں اور تھانہ صدر میاں چنوں سے قریب ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان چکوک کے لوگوں کی مشکلات کے پیش نظر ان کو تھانہ صدر میاں چنوں میں شامل کرنے کا نوٹیفکیشن کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یونین کونسل نمبر 87 تحصیل میاں چنوں درج ذیل 8 چکوک پر مشتمل ہے:-

15/98 ایل، 15/99 ایل، 15/100 آرائیاں نوالہ ایل، 100 سابقہ 15-ایل، 101/15 ایل، 15/105 ایل، 15/106 ایل، 15/109 ایل یہ درست ہے کہ اس یونین کونسل کے چکوک تھانہ چھب کلاں میں شامل ہیں۔

(ب) مذکورہ بالا 8 چکوک میں سے 5 چکوک تھانہ صدر میاں چنوں کے نزدیک ہیں جبکہ 3 چکوک تھانہ چھب کلاں کے نزدیک ہیں۔چکوک جو تھانہ صدر میاں چنوں کے نزدیک ہیں:-

1-ایل-15/98 2-ایل- 15/99 3-ایل- 15/100 سابقہ 4-ایل- 15/100 آرائیانوالہ 5-ایل- 15/109

چکوک جو تھانہ چھب کلاں کے نزدیک ہیں

1-ایل- 15/101 2-ایل- 15/105 3-ایل- 15/106 مذکورہ بالا چکوک کی آبادی سے رائے لئے بغیر کہ وہ کس تھانہ میں اپنے گاؤں شامل کروانا چاہتے ہیں صرف فاصلہ کی بنیاد کرنا ناممکن ہے کہ اس یونین کونسل کے چکوک کس تھانہ کے ساتھ شامل کئے جائیں اس بارے میں یونین کونسل کے چکوک کے رہائشی افراد سے رائے حاصل کرنے کے بعد ان کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جانا مناسب ہے۔

(ج) اگر یونین کونسل نمبر 87 میں شامل چکوک کی آبادی تھانہ صدر میاں چنوں کے ساتھ شامل ہونا چاہتی ہے تو اس کی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت اس بارے میں بہتر فیصلہ فرما سکتی ہے۔

جنوری تا مارچ 2008، صوبہ میں عورتوں پر تشدد و دیگر واقعات کی تفصیل

*712: محترمہ آمنہ جہانگیر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنوری تا مارچ 2008 شہری علاقوں میں عورتوں پر تشدد کے 275 واقعات ہوئے جبکہ صوبے کے دیہی علاقوں میں ایسے 186 واقعات رپورٹ ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران صوبے کے 35 اضلاع میں ایسے واقعات کی کل تعداد 546 تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان واقعات میں 141 قتل، جن میں سے 11 عزت کے نام پر قتل شامل ہیں، 177 اغوا، 56 عورتوں کو زخمی کرنے، 42 زنا، جس میں 8 گینگ ریپ شامل ہیں، 27 خودکشی، 34 گھریلو تشدد، 13 جنسی حملوں، 13 ارادہ قتل، 10 حراستی تشدد، چھ جلانے کے، 4 منشیات اور 20 مختلف نوعیت کے تشدد کے واقعات شامل ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے 546 واقعات میں سے صرف 402 (کل کا 74 فیصد) واقعات کا مقدمہ درج کیا، مذکورہ بالا تمام واقعات کے مقدمات کیوں درج نہیں کئے گئے، وجوہات بیان فرمائیں نیز حکومت عورتوں پر تشدد کے خاتمہ کے لئے کونسے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف، ب، ج، د) کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

پی پی۔280 بہاولنگر میں 2006 تاحال
جرائم کے مقدمات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*719: جناب آصف منظور موہل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔280 بہاولنگر میں جنوری 2006 سے اب تک رہزنی، ڈکیتی، ناجائز اسلحہ، قتل اور حدود آرڈیننس کے تحت کتنے مقدمات درج ہوئے، کتنے مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش ہوئے اور کتنے مقدمات زیر تفتیش ہیں، تھانہ وار تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔280 کی حدود میں جرائم کی شرح اور مقدمات کی شرح میں ہر سال شدت سے اضافہ ہو رہا ہے؟

(ج) پی پی۔280 کی حدود میں قائم تھانوں کے ایس ایچ اوز نے جرائم کی روک تھام کے لئے کیا حکمت عملی وضع کی ہے اور زیر تفتیش مقدمات کو جلد مکمل کر کے چالان عدالتوں میں بھجوانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(د) تھانہ مدرسہ اور تھانہ شہر فرید بہاولنگر میں 2006 سے تاحال جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا یا کمی، اگر اضافہ ہوا تو اس کی وجوہات کیا ہیں، آگاہ فرمائیں؟

(ہ) مذکورہ بالا تھانہ جات میں جرائم کی شرح کو کم کرنے کے لئے موجودہ ایس ایچ او صاحبان نے کیا کیا اقدامات اٹھائے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ مدرسہ اور تھانہ شہر فرید کی حدود میں دریائے ستلج کی بیٹ کے ارد گرد کی آبادیاں اکثر جرائم پیشہ لوگوں کی آماجگاہیں ہیں متعلقہ تھانوں کے ایس ایچ اوز نے یہاں پر کتنی دفعہ چھاپہ مارا اور کتنے جرائم پیشہ لوگوں کو وہاں سے پکڑا، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔280 بہاولنگر کی حدود میں پانچ تھانہ جات تھانہ ڈونگہ بونگہ، تھانہ مدرسہ، تھانہ تخت محل، تھانہ صدر چشتیاں اور تھانہ شہر فرید کے مواضعات واقع ہیں۔ مواضعات کی تعداد تھانہ ڈونگہ بونگہ 41 مواضعات، تھانہ مدرسہ 13 مواضعات، تھانہ تخت محل 6 مواضعات، تھانہ صدر چشتیاں 43 مواضعات جبکہ شہر فرید میں 14 مواضعات واقع ہیں۔ تھانہ وار مقدمات کی تفصیل ذیل ہے:

تھانہ ڈونگہ بونگہ:

قتل کے 17 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 14 مقدمات چالان عدالت ہوئے، 2 مقدمات خارج ہوئے جبکہ ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔ ڈکیتی کے 2 مقدمات درج ہوئے ،ایک مقدمہ چالان عدالت ہوا جبکہ ایک مقدمہ خارج ہو چکا ہے۔راہزنی کے 24 مقدمات درج ہیں جن میں سے 21 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں جبکہ 3 مقدمات خارج ہو چکے ہیں۔اسلحہ آرڈیننس کے تحت 89 مقدمات درج ہوئے اور 89 مقدمات ہی چالان عدالت ہوئے۔حدود آرڈیننس کے 29 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 17 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں جبکہ 11 مقدمات خارج ہو چکے ہیں ایک مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

تھانہ تخت محل:

تھانہ تخت محل میں قتل، ڈکیتی، راہزنی اور حدود آرڈیننس کا کوئی مقدمہ درج رجسٹر نہ ہوا جبکہ اسلحہ آرڈیننس کے 4 مقدمات ہوئے جو کہ چالان عدالت ہو چکے ہیں۔

تھانہ مدرسہ:

قتل کے 3 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 2 مقدمات چالان ہو چکے ہیں اور ایک مقدمہ عدم پتا ہوا۔ڈکیتی کے 5 مقدمات درج ہوئے 4 مقدمات چالان عدالت ہوئے جبکہ ایک مقدمہ خارج ہو چکا ہے۔راہزنی کے 7 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 6 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں، جبکہ ایک مقدمہ ابھی زیر تفتیش ہے۔

اسلحہ آرڈیننس کے تحت 34 مقدمات درج ہوئے اور 34 مقدمات ہی چالان عدالت ہوئے۔

حدود آرڈیننس کے 14 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 8 مقدمات چالان ہو چکے ہیں جبکہ 3 مقدمات خارج ہو چکے ہیں جبکہ 3 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

تھانہ صدر چشتیاں:

قتل کے پانچ مقدمات درج ہوئے جن میں سے 4 مقدمات چالان عدالت ہوئے جبکہ ایک مقدمہ ابھی تک زیر تفتیش ہے۔

ڈکیتی کے 2 مقدمات درج ہوئے اور 2 مقدمات ہی چالان عدالت ہوئے۔

راہزنی کے 33 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 28 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں 2 مقدمات خارج ہو چکے ہیں جبکہ 3 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔
اسلحہ آرڈیننس کے تحت 115 مقدمات درج ہوئے اور 115 مقدمات ہی چالان ہوئے۔
حدود آرڈیننس کے 2 مقدمات درج ہوئے جن میں سے ایک مقدمہ چالان عدالت ہوا اور ایک مقدمہ خارج ہوا۔
تھانہ شہر فرید:
قتل کے 11 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 10 مقدمات چالان عدالت ہوئے جبکہ ایک مقدمہ خارج ہو چکا ہے۔
ڈکیتی کے 2 مقدمات درج ہوئے اور 2 مقدمات ہی چالان عدالت ہوئے۔
راہزنی کے 7 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 6 مقدمات چالان عدالت ہو چکے ہیں جبکہ ایک خارج ہو چکا ہے۔
اسلحہ آرڈیننس کے تحت 79 مقدمات درج ہوئے اور 79 مقدمات ہی چالان ہوئے۔
حدود آرڈیننس کے 16 مقدمات درج ہوئے جن میں سے 9 مقدمات چالان عدالت ہوئے، 5 مقدمات خارج ہوئے جبکہ 2 مقدمات ابھی تک زیر تفتیش ہیں۔

(ب) سوال نمبر ایک کے جواب سے واضح ہے کہ سال 2006 سے جولائی 2008 تک سنگین جرائم میں مسلسل کمی آئی ہے۔

(ج) ان تھانہ جات کی پولیس جرائم کی سرکوبی کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے۔مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ پولیس جرائم میں کمی لانے میں کامیاب ہوئی ہے۔سنگین جرائم پر قابو پانے کے لئے 24 گھنٹے خصوصاً رات کے وقت لنک روڈ اور جرائم کے حوالے سے حساس علاقوں میں مؤثر گشت کی جاتی ہے جبکہ دیہاتوں میں ٹھیکری پہرہ کو یقینی بنایا گیا ہے مقدمات کی تفتیش سائنسی بنیادوں پر کی جارہی ہے اور مقدمات کے چالان غیر ضروری تاخیر سے عدالت میں بھجوائے جاتے ہیں۔

(د) درج بالا سوال نمبر 1 میں دیئے گئے اعداد و شمار سے واضح ہے کہ تھانہ مدرسہ میں جرائم میں بدستور کمی واقع ہوئی ہے جبکہ تھانہ شہر فرید میں زیادتی ہوئی ہے۔سال 2007 میں پولیس نے خصوصی مہم چلاکر زیادہ سے زیادہ ناجائز اسلحہ برآمد کیا جس سے مقدمات کی تعداد

بڑھ گئی۔اب حکومتی پالیسی کے تحت فری رجسٹریشن کو یقینی بنایا جارہا ہے جس کی وجہ سے بھی مقدمات کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔اکثر لوگ اپنے مخالفین کو دبانے کے لئے جھوٹے مقدمات درج کرواتے ہیں۔اس سال تھانہ شہر فرید میں درج ہونے والے مقدمات راہزنی اور حدود آرڈیننس میں کل 6 مقدمات خارج ہو چکے ہیں۔

(ہ) مذکورہ بالا تھانہ جات کی پولیس بالخصوص اور ضلعی پولیس بالعموم سنگین جرائم میں کمی لانے کے لئے مؤثر گشت، انسدادی کارروائی، ٹھیکری پہرہ کا انتظام کیا ہے اور ناجائز اسلحہ رکھنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔اس کے علاوہ حکومتی پالیسی کے تحت سابق ریکارڈ یافتہ ملزمان سے انٹیروگیشن اور ان کی مسلسل نگرانی کی جارہی ہے تاکہ وہ دوبارہ جرائم سرزد نہ کر سکیں۔حکومتی پالیسی کے تحت پٹرول پمپوں کے مالکان اور انجمن تاجران سے میٹنگ کر کے ان کی سکیورٹی کو یقینی بنانے کے لئے بڑی بڑی دکانوں اور پٹرول پمپوں پر سکیورٹی گارڈ تعینات کروائے گئے ہیں۔

(و) یہ درست نہ ہے البتہ دریائی علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں جرائم پیشہ افراد کا گزرنا تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن پولیس ہمہ وقت ان کے تعاقب میں رہتی ہے اور وہ کسی قسم کی کارروائی کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ان علاقوں میں روزانہ گشت کی جاتی ہے دریائی علاقوں میں پولیس کے خصوصی دستے بھی تعینات کئے گئے ہیں۔

پی پی۔280 میں تھانہ مدرسہ، تھانہ شہر فرید کی حدود میں جرائم میں اضافہ و دیگر تفصیلات

*720: جناب آصف منظور موہل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔280، تھانہ مدرسہ اور تھانہ شہر فرید بہاولنگر میں 07-2006 سے اب تک کتنے افراد قتل ہوئے، کتنے افراد کو قتل کے جرم میں گرفتار کیا گیا اور کتنے عدالتی اشتہاری ہیں؟

(ب) مذکورہ تھانوں میں کرائم کا گراف 2004 سے آج تک کیا رہا ہے نیز جرائم کے تدارک کے لئے محکمہ نے کیا اقدامات اٹھائے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) مذکورہ بالا تھانوں کی حدود میں کتنے منشیات فروشی اور جوئے کے اڈے ہیں؟

(د) مذکورہ تھانوں کی حدود میں 2004 سے آج تک کتنے منشیات فروشوں اور جواریوں کو پکڑا گیا ان اڈوں کو ختم کرنے کے لئے متعلقہ انتظامیہ نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، انکی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) 2006-07 میں پی پی۔280 میں کتنی چوریاں، ڈکیتیاں درج ہوئیں ان ڈکیتیوں، چوریوں میں پولیس نے کتنے ملزمان کو حراست میں لیا اور ان کو کیا کیا سزائیں دلوائی گئیں، ان ملزموں کے نام اور ان پر لگائی گئی دفعات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ مدرسہ اور شہر فرید کے علاقہ جات حلقہ پی پی۔280 سال 2006 اور سال 2007 میں قتل ہونے والے افراد اور قتل کے جرم میں گرفتار ہونے والے اشخاص اور ان میں عدالتی اشتہاری اشخاص کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:۔

تھانہ مدرسہ:

سال 2006 اور 2007 میں تین افراد قتل ہوئے اور چھ اشخاص گرفتار ہو کر چالان ہوئے۔کوئی عدالتی اشتہاری نہ ہے۔

تھانہ شہر فرید:

سال 2006-07 میں دس افراد قتل ہوئے اور 23 اشخاص گرفتار ہو کر چالان ہوئے جبکہ ایک شخص ابھی تک اشتہاری ہے جس کی گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔

(ب) مذکورہ بالا تھانہ جات میں حلقہ پی پی۔280 کے جرائم کا جائزہ ذیل میں دیا گیا ہے:۔

تھانہ مدرسہ	سال 2004	2005	2006	2007	2008
	75	79	129	109	86
تھانہ شہر فرید	سال 2004	2005	2006	2007	2008
	65	75	137	126	105

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ تھانہ مدرسہ میں سال 2005 اور 2006 میں زیادتی ہوئی جبکہ سال 2007 اور 2008 میں کمی واقع ہوئی ہے اور تھانہ شہر فرید میں سال 2006 میں زیادتی ہوئی جبکہ سال 2007-08 میں بدستور کمی واقع ہوئی ہے۔ ضلعی پولیس جرائم میں کمی لانے کے لئے مؤثر پٹرولنگ ٹھیکری پہرہ ٹارگٹ افینڈر کی

گرفتاری اور دریائی علاقوں میں پکٹنگ کر رہی ہے اور اس کے علاوہ غنڈہ آرڈیننس اور ضابطہ فوجداری کے تحت کارروائی انسدادی بھی عمل میں لائی جارہی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا تھانوں میں منشیات فروش اور جوئے کے اڈے نہ ہیں۔

(د) سال 2004 سے اب تک مذکورہ بالا دونوں تھانہ کی حدود حلقہ پی پی۔280 میں سے تھانہ مدرسہ اور تھانہ شہر فرید میں 40 افراد کو منشیات کے خلاف کارروائی میں گرفتار کیا گیا اور 15 جواریوں کو گرفتار کیا گیا۔ان جرائم پر قابو پانے کے لئے مشکوک افراد اور جگہوں کی نگرانی کی جارہی ہے۔

(ہ) سال 07-2006 میں مندرجہ بالا تھانہ جات کی حدود حلقہ پی پی۔280 میں ہونے والی چوریوں اور ڈکیتیوں کی تعداد ذیل ہے:۔

تھانہ مدرسہ:

تعداد مقامات	خارج	چالان	تعداد گرفتار شدہ اشخاص
64	3	61	80

تھانہ شہر فرید:

تعداد مقدمات	خارج	چالان	تعداد گرفتار شدہ اشخاص
48	7	41	96

مندرجہ بالا مقدمات چالان ہو کر عدالت میں زیر سماعت ہیں۔

لاہور شہر میں اغوا کی وارداتیں
اور ان کے تدارک کے لئے اقدامات

*778: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں اغوا کی وارداتیں سر عام ہو رہی ہیں، انتظامیہ اغوا کی وارداتوں کے تدارک کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ب) جنوری 2008 سے آج تک لاہور شہر میں اغوا کی کتنی وارداتیں ہوئیں، ان میں سے کتنے اغوا شدگان کو بازیاب کروالیا گیا ہے اور کتنے ابھی تک بازیاب نہیں ہو سکے نیز اسکی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) لاہور شہر میں 2005 سے اب تک جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا ہے یا کمی، اگر اضافہ ہوا ہے تو اس کی بڑی وجوہات کیا ہیں اور جرائم کی شرح کو کم کرنے کے لئے موجودہ متعلقہ انتظامیہ کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور شہر میں اغوا کی وارداتیں سر عام ہو رہی ہیں بلکہ ایسی وارداتوں پر کافی حد تک کنٹرول ہے تاہم ایسی وارداتوں کے انسداد کے لئے شہر میں پٹرولنگ کو مؤثر بنا دیا گیا ہے۔ سکواڈ ہائے کو بھی بریف کر کے مزید فعال کیا گیا ہے۔ اہم مقامات پر پیدل گشت کا انتظام کیا گیا ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں بھی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ ایسے جرائم کے تدارک کے لئے تمام تر ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔

(ب) جنوری 2008 سے آج تک لاہور شہر میں اغوا کی کل 931 وارداتیں ہوئیں ان میں سے 682 اغوا شدگان کو بازیاب کروالیا گیا ہے اور 343 اغوا شدگان کو شش کے باوجود ابھی تک بازیاب نہ ہو سکے ہیں۔ جن کی بازیابی کے لئے تفتیشی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں مغویان کی برآمدگی و سرسبزگی مقدمات کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔

(ج) لاہور شہر میں 2005 سے اب تک جرائم کی شرح میں بتدریج اضافہ ہوا ہے جس کی بڑی وجوہات آبادی میں اضافہ، مہنگائی میں اضافہ بڑھتی ہوئی بے روزگاری ہیں۔ جرائم کے انسداد کے لئے شہر میں پٹرولنگ کو مؤثر بنا دیا گیا ہے۔ سکواڈ ہائے کو بھی بریف کر کے مزید فعال کیا گیا ہے۔ اہم مقامات پر ملازمین کی باوردی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ مارکیٹوں میں بھی پیدل گشت کا انتظام کیا گیا ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں بھی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ ایسے جرائم کے تدارک کے لئے تمام تر ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔

لاہور میں 2002 سے تاحال
جرائم کی وارداتوں کی تفصیلات

*779: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شہر میں جنوری 2007 سے اب تک چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی کتنی وارداتیں ہوئیں ان میں سے کتنے ملزمان کو پکڑا گیا اور ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں؟

(ب) 2007 سے اب تک کس کس تھانہ کی حدود میں چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتیں زیادہ ہوئیں اور کس تھانہ کی حدود میں سب سے کم ہوئیں، آگاہ فرمائیں اور ان وارداتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے تمام تھانوں کے انچارج صاحبان کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

(ج) 2005 سے اب تک تھانہ سول لائن کی حدود میں ڈکیتی کی کتنی وارداتیں ہوئیں، ان میں سے کتنی ڈکیتیوں کے ملزمان پکڑے گئے، ان سے برآمدگی میں سے کتنی برآمدگیاں مالکان تک پہنچیں، جن ڈکیتیوں کے ملزمان نہیں پکڑے گئے ان کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں، ایف آئی آر نمبرز کتنا عرصہ سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لاہور شہر میں جنوری 2007 سے اب تک چوری کی کل 11032، ڈکیتی کی 276 اور راہزنی کی 5013 وارداتیں ہوئیں جن میں سے چوری کے 5998 ڈکیتی کے 311 اور راہزنی کے 3295 ملزمان کو پکڑ کر حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا اور قانون کے مطابق سزائیں دلوائی گئی ہیں

(ب) 2007 سے اب تک بیشتر تھانہ جات ڈیفنس اے، فیکٹری ایریا، برکی، نشر کالونی میں رہزنی کی زیادہ وارداتیں ہوئیں جبکہ تھانہ جات ہربنس پورہ، ہڈیارہ اور غالب مارکیٹ کی حدود میں کم وارداتیں ہوئیں ان وارداتوں کے انسداد کے لئے شہر میں پٹرولنگ کو موثر بنایا گیا ہے سکواڈ ہائے کو بھی بریف کر کے مزید فعال کیا گیا ہے اہم مقامات پر ملازمین کی باوردی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے مارکیٹوں میں بھی پیدل گشت کا انتظام کیا گیا ہے اور ملازمین کی سادہ کپڑوں میں بھی ڈیوٹی لگائی گئی ہے ایسے جرائم کے تدارک کے لئے تمام تر ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے

(ج) 2005 سے اب تک تھانہ سول لائن کی حدود میں ڈکیتی کی کوئی واردات نہ ہوئی ہے۔

اسلامیہ کالج برائے خواتین فیصل آباد کی دیوار
کے ساتھ منشیات کا دھندہ

*833: محترمہ انجم صفدر: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ اسلامیہ کالج برائے خواتین (عیدگاہ روڈ) فیصل آباد کی دیوار کے ساتھ۔ نشئی لوگ سرعام منشیات کا استعمال کرتے اور نشہ کے انجکشن وغیرہ لگاتے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مقام نشئی لوگوں آماجگاہ ہے جن کی پشت پناہی بااثر لوگ کرتے ہیں اور یہاں پر باقاعدہ منشیات فروشی کا بھی دھندہ ہوتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کے تعلیمی ماحول کو خراب کرنے والے، منشیات فروشوں، ان کی پشت پناہی کرنے والوں کے خلاف کوئی اقدام اٹھانے اور کالج کے تعلیمی ماحول کو سازگار بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اسلامیہ کالج برائے خواتین (عیدگاہ روڈ) فیصل آباد کی دیوار کے ساتھ نشئی لوگ سرعام منشیات کا استعمال نہ کرتے ہیں اور نہ ہی نشہ کے انجکشن لگاتے ہیں اسلامیہ کالج برائے خواتین عیدگاہ روڈ فیصل آباد کے بالمقابل بستی عیسائیاں (کرسچین ٹاؤن) آباد ہے یہ لوگ غیر مسلم ہیں اور ان کے پاس شراب کے لائسنس کی آڑ میں شراب کی فروخت کا کاروبار کرتے ہیں

(ب) اسلامیہ کالج برائے خواتین کی دیوار نشئی لوگوں کی آماجگاہ نہ ہے اور نہ ہی نشئی لوگوں کی پشت پناہی بااثر لوگ کرتے ہیں

(ج) حکومت منشیات فروشوں اور ان کی پشت پناہی کرنے والے لوگوں کے خلاف Prohibition Ordinance اور CNSA ایکٹ 1997 کے تحت سخت کارروائی کر رہی ہے سال 2008 میں ایسے لوگوں کے خلاف 49 مقدمات تھانہ گلبرک میں درج کئے گئے ہیں ان مقدمات میں ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا ہے مزید اسلامیہ کالج برائے خواتین کی ملحقہ دیواروں کے ساتھ منشیات کا استعمال کرنے والے لوگوں کے خلاف ڈیوٹی کے علاوہ سفید پارچات میں اضافی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے جو دن رات عیدگاہ

روڈ جیل روڈ اور نڑوالا روڈ کے گرد گشت کرتے ہیں اور ایسے نشئیوں اور منشیات فروشوں کے پکڑے جانے پر ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔

حادثے کی صورت میں گاڑی کے کاغذات جمع کرنے کی بجائے ڈرائیور کا لائسنس کینسل کرنے کی تجویز

*899: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب بھی روڈ پر کوئی حادثہ ہوتا ہے تو ڈرائیور گاڑی کے کاغذات جمع کروا کے اپنا لائسنس بچا لیتا ہے جس کا نقصان گاڑی کے مالک کو ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈرائیور گاڑی کے تمام کاغذات دے دے گا، گاڑی بند کروا دے گا، کیونکہ سپرداری مالک نے کروانی ہوتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی یا حادثہ کی صورت میں ٹرانسپورٹ کے مالک کی بجائے ڈرائیور پر ذمہ داری ڈال کر اسے سزا دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جز(الف) کی روشنی میں جواب تحریر ہے کہ روڈ حادثے کی صورت میں ڈرائیور کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔رواں سال کے پہلے 6ماہ کے دوران ٹریفک پولیس پنجاب نے حادثات کی صورت میں 887 لائسنس معطل کئے اور 81لائسنس ہائے کینسل کئے ٹریفک پولیس پنجاب حادثات کی روک تھام کے لئے ڈرائیوروں کو ٹریفک awareness بھی دیتی ہے۔

(ب) جز(ب) کی روشنی میں جواب تحریر ہے کہ ڈرائیورز ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور انہیں سزا بھی ہوتی ہے جہاں تک سپرداری کا تعلق ہے تو ڈرائیور حضرات عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں اور کاغذات دکھا کر گاڑیوں کی سپرداری کروا لیتے ہیں کیونکہ گاڑیوں کے کاغذات رجسٹریشن روٹ پرمٹ وغیرہ ڈرائیور کے پاس ہوتے ہیں۔

(ج) جز(ج) کی روشنی میں جواب تحریر ہے کہ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی اور حادثات کی صورت میں گاڑیوں کے ڈرائیوروں کے خلاف کارروائی حسب ضابطہ عمل میں لائی جاتی ہے۔رواں سال 2008 کے پہلے 6ماہ کے دوران 52675ڈرائیورز گرفتار کئے گئے اور 1،49،672 گاڑیاں بند کی گئیں ہیں اور حادثات کی صورت میں ڈرائیوروں کے خلاف مقدمات بھی درج کئے گئے ہیں آئندہ حادثات کی صورت میں ڈرائیوروں کے خلاف مزید کارروائی کی جائے گی اور حالات وواقعات کے پیش نظر ڈرائیوروں کے لائسنس مزید کینسل کئے جائیں گے۔

لیکو کو مہیا کردہ پولیس اہلکاران کی تعداد ومتعلقہ دیگر تفصیلات

*928: میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) لیکو کو آج تک ٹریفک پولیس کے کتنے اہلکاران مدد کے لئے مہیا کئے گئے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ کس قانون کے تحت مہیا کئے گئے؟

(ج) کیا لیکو سے آج تک کوئی پے منٹ وصول ہوئی؟

(د) اگر جواب ہاں میں ہے تو کتنی رقم وصول ہوئی؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) لیکو والوں کی مدد کرنے کے لئے ٹریفک سٹاف مہیا کئے جانے کی بابت نہ تو افسران بالا کی طرف سے کوئی حکم موصول ہوا اور نہ ہی ٹریفک پولیس کے اہلکاران اس مقصد کے لئے لیکو والوں کو مہیا کئے گئے۔

(ب) چونکہ جز(الف) کا جواب منفی میں ہے اس لئے کسی قانون کا ذکر کیا جانا ممکن نہیں۔

(ج) چونکہ جز(ب) کا جواب بھی منفی میں ہے لہذا اس ضمن میں کوئی پے منٹ نہ ہوئی ہے۔

(د) چونکہ جز(ج) کا جواب بھی منفی میں ہے اس لئے رقم کا تعین نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی رقم وصول ہوئی ہے۔

حادثے کی صورت میں گاڑی کے کاغذات کی بجائے ڈرائیور کا لائسنس جمع کرنے کا مسئلہ

*951: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب بھی کوئی حادثہ رونما ہوتا ہے تو ڈرائیور گاڑی کے کاغذات جمع کروا کر اپنا لائسنس بچا لیتا ہے جس کا نقصان گاڑی کے مالک کو ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حادثہ رونما ہونے کی صورت میں ڈرائیور حضرات کو معمولی جرمانہ کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے جبکہ نقصان کا تخمینہ ہزاروں یا لاکھوں روپے میں ہوتا ہے یا دوسری صورت میں پولیس ڈرائیور کو فرار ہونے میں مدد کرتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حادثہ کی صورت میں ڈرائیور گاڑی کے کاغذات جمع کروا کر اپنا لائسنس بچا لیتا ہے بلکہ جب بھی کوئی حادثہ ہوتا ہے تو گاڑی کے ڈرائیور کا لائسنس قبضہ میں لیا جاتا ہے اور آئندہ برائے منسوخی متعلقہ لائسنسنگ اتھارٹی کو بھجوایا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حادثہ ہونے کی صورت میں ڈرائیور حضرات کو معمولی جرمانہ کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے یا پولیس ڈرائیور کو فرار ہونے میں مدد دیتی ہے بلکہ حادثہ کی صورت میں قصور وار ڈرائیور کے خلاف مقدمہ درج کیا جاتا ہے اور ڈرائیور کا چالان کر کے عدالت میں بھیجا جاتا ہے جس کو جرمانہ یا سزا کا فیصلہ مجاز عدالت کرتی ہے۔

تھانہ جوہر ٹاؤن لاہور میں قتل کے مقدمات کی تفصیل

*1028: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تھانہ جوہر ٹاؤن لاہور میں جنوری 2008 سے آج تک قتل کے کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے؟

(ب) ان درج کیسوں پر آج تک کیا کارروائی ہوئی، کتنے ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور کتنے مفرور ہیں، مفرور ملزمان کو گرفتار نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟

(ج) کتنے چالان عدالتوں میں پیش کئے گئے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ جوہر ٹاؤن لاہور میں جنوری 2008 سے آج تک قتل کے 11 مقدمات درج ہوئے۔

(ب) درج شدہ مقدمات کی تفتیش بذریعہ شعبہ تفتیش عمل میں لائی جارہی ہے۔دوران تفتیش ان مقدمات میں 13 ملزمان کو گرفتار کر کے جیل بھجوایا گیا ہے، بقایا مفرور ملزمان کو گرفتار کرنے کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے۔ملزمان کو گرفتار کر کے مقدمات کو حقائق پر یکسو کیا جائے گا۔

(ج) ان 11 مقدمات میں سے 4 مقدمات کے چالان مرتب کر کے عدالتوں میں پیش کئے گئے، جبکہ بقایا 7 مقدمات شعبہ تفتیش میں زیر تفتیش ہیں۔

بے ہوش کر کے قیمتی اشیاٗ سے محروم کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*1048: ڈاکٹر زمردیا سمین رانا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دوسرے شہروں سے لاہور آنے والے لوگوں کو جرائم پیشہ افراد دھوکہ دہی سے نشہ آور اشیاٗ، مشروب کھلا پلا کر قیمتی اشیاٗ اور نقدی سے محروم کر دیتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں آدھے سے زیادہ افراد جان سے گزر جاتے ہیں مذکورہ وارداتوں کے یکم جنوری 2008 سے آج تک کے اعداد و شمار فراہم کریں نیز مرنے والوں کی تعداد اور پکڑے جانے والوں کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ان مخصوص گروہوں کی سرکوبی کے لئے کوئی سپیشل فورس یا کوئی خاص حکمت عملی اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو وضاحت فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ دوسرے شہروں سے لاہور آنے والے لوگوں کو جرائم پیشہ افراد دھوکہ دہی سے نشہ آور اشیاء / مشروب کھلا پلا کر قیمتی اشیاٗ اور نقدی سے محروم کر دیتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ان میں آدھے سے زیادہ افراد جان سے گزر جاتے ہیں بلکہ ایسے واقعات میں کوئی بھی شخص ہلاک نہ ہوا تاہم ایسے واقعات کے متعلق یکم جنوری 2008 سے آج تک ضلع لاہور کے مختلف تھانہ جات میں کل 76 مقدمات درج ہوئے ہیں اور ان میں 49 ملزمان گرفتار ہوئے ہیں۔

(ج) اس سلسلہ میں حلقہ افسران مہتمم تھانہ جات کو مطلع کر کے مناسب ہدایت کی گئی ہے ایسے واقعات کے انسداد کے لئے ہر ممکن طریقہ سے کوشش جاری ہے تاہم ان خصوصی گروہوں کی سرکوبی کے لئے سپیشل فورس یا کوئی خاص حکمت عملی اختیار کرنے کا معاملہ حکومت کے متعلقہ ہے اگر ایسا کوئی اقدام کیا جائے تو ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

لاہور شہر میں ٹریفک وارڈنز کی بھرتی کی صورتحال

*1084: مخدوم سید احمد محمود: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں ٹریفک وارڈن کی بھرتی میں 50 سے 60 فیصد لوگوں کا تعلق ضلع گجرات سے ہے؟

(ب) بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز میں سے کتنے لوگوں کے شناختی کارڈ ضلع گجرات کے ہیں۔

(ج) بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز میں سے کتنے لوگوں نے بھرتی کے ایام میں اپنے ڈومیسائل ضلع لاہور کے بنوائے؟

(د) کیا حکومت ان تمام بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز کی بھرتی میں گھپلوں کی تحقیقات کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست نہ ہے سٹی ٹریفک پولیس لاہور میں لاہور کے علاوہ قصور، اوکاڑہ، شیخوپورہ اور ننکانہ صاحب کے حامل ڈومیسائل رکھنے والے جوانوں کو بھرتی کیا گیا ہے ڈسٹرکٹ وائز وارڈنز کی تفصیل ذیل ہے۔

نمبر شمار	ڈسٹرکٹ	تعداد	فیصدی
1	لاہور	2142	59.67%
2	قصور	374	10.41%
3	اوکاڑہ	431	12.00%
4	شیخوپورہ	482	13.42%
5	ننکانہ صاحب	161	4.88%
6	ٹوٹل	3590	99.98%

(ب) بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز میں سے صرف چار ٹریفک وارڈنز کا شناختی کارڈ ضلع گجرات کا ہے۔

(ج) بھرتی شدہ ٹریفک وارڈنز میں سے 295 لوگوں نے بھرتی کے ایام میں اپنے ڈومی سائل ضلع لاہور سے بنوائے۔

(د) متعلقہ دفتر ہذا نہ ہے۔

ضلع سرگودھا میں تھانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1093: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں تھانوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ تھانوں میں 18۔فروری 2008 سے 7۔جولائی 2008 تک کتنے ایس ایچ اوز تعینات ہو چکے ہیں اور کس کس تھانہ میں، ان کے نام اور عرصہ تعیناتی بیان کی جائے، کیا ان کی تعیناتی پولیس آرڈر میں بیان کئے گئے قواعد و ضوابط کے تحت عمل میں لائی گئی ہے، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) مذکورہ تھانوں میں عملہ کی تعداد کیا ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ میں کیا کوئی ایس ایچ او یا عملہ بدعنوانی کی وجہ سے معطل ہوا ہے، اگر ہاں تو تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جناب عالی ضلع سرگودھا میں کل تھانہ جات کی تعداد 25 ہے۔

(ب) 18۔فروری 2008 تا 07 جولائی 2008 تک ضلع ہذا میں 43 SHOs تبدیل ہوئے جن کے تبادلہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ج) جناب عالی مذکورہ تھانوں میں تعینات شدہ عملہ کی تعداد ذیل ہے

انسپکٹر	سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل
21	76	144	70	668

(د) جناب عالی کوئی بھی SHOs مذکورہ عرصہ کے دوران بدعنوانی کی وجہ سے معطل نہ ہوا ہے جبکہ بدعنوانی کی وجہ سے معطل ہونے والے عملہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تھانہ فیروزوالہ میں قتل کے مقدمات کی تفصیل

*1127: محترمہ سکینہ شاہین خان: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ فیروزوالہ میں جنوری 2008 سے جولائی 2008 تک قتل اور اقدام قتل کے کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے؟

(ب) ان درج کیسوں پر آج تک کیا کارروائی ہوئی، کتنے نامزد ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور کتنے ملزمان آج تک مفرور ہیں، ان مفرور ملزمان کے خلاف مذکورہ تھانہ کی پولیس نے کیا کارروائی کی ہے؟

(ج) کتنے چالان عدالتوں میں بھیجے گئے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قتل کے کل 14 مقدمات درج ہوئے اور اقدام قتل کے کل 27 مقدمات درج ہوئے۔

(ب)

قتل مقدمات	اقدام قتل مقدمات
ملوث 41	ملوث 78
گرفتار 27	گرفتار 54
مفرور 14	مفرور 24

* مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لئے حسب ضابطہ کوشش جاری ہے۔

(ج) قتل کے مقدمات میں گیارہ چالان عدالت کو بھیجے گئے جبکہ اقدام قتل کے مقدمات میں 14 چالان عدالت کو بھیجے گئے۔

سیکنڈ ہینڈ گاڑی بیچنے کے لئے کلیرنس سرٹیفکیٹ دینے والے ادارے کا قیام

*1154: چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک ایسا ادارہ قائم نہیں کیا جو کسی بھی سیکنڈ ہینڈ گاڑی کی فروخت یا ٹرانسفر پر گاڑی کی مکمل جانچ پڑتال کر کے ایک clearance certificate جاری کرے تاکہ خریدار کے خلاف بعد میں کسی قسم کی کارروائی نہ ہو سکے اگر ہاں تو ادارہ قائم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت کوئی ایسا ادارہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جو سادہ عوام جنہوں نے سیکنڈ ہینڈ گاڑی پوری قیمت پر خریدی ہو، بعد میں پولیس نے ان کی گاڑی بھی ضبط کر لی اور ان پر ناجائز طور پر مقدمات بھی درج کئے حالانکہ گاڑی خریدنے والا اس چوری کے بارے میں بالکل لاعلم تھا اس کے ازالے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ارکان اسمبلی اور ٹیکنوکریٹس پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے جو اس مسئلہ کا بغور جائزہ لے کر اپنی سفارشات مرتب کرے اور رپورٹ اسمبلی میں پیش کرے تاکہ رپورٹ پر بحث کر کے ایک workable لائحہ عمل تیار کیا جا سکے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ پولیس میں سی آر او برانچ قائم ہے جو ہر قسم کی گاڑیوں کے متعلق کلیئرنس سرٹیفکیٹ مہیا کرتی ہے لہذا ہر شخص کو چاہئے کہ پرانی گاڑی خریدنے سے پہلے محکمہ ایکسائز/ سی آر او برانچ سے رابطہ کرے تاکہ بعد میں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(ب) حکومت پنجاب کی جانب سے قبل ازیں محکمہ ایکسائز اور فالکن کنٹرول (محکمہ پولیس) میں سی آر او برانچ قائم ہے جو عوام الناس کی رہنمائی کے لئے حکومت پنجاب نے قائم کیا ہے اس محکمہ سے رجوع کر کے عام آدمی سیکنڈ ہینڈ گاڑی کے متعلق کلیئرنس سرٹیفکیٹ حاصل کرے تاکہ بعد میں دشواری نہ ہو۔

(ج) حکومت پنجاب سیکنڈ ہینڈ گاڑیوں کے کاغذات کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں محکمہ ایکسائز اور سی آر او برانچ کے علاوہ اگر کوئی دیگر ادارہ قائم کرنا چاہتی ہے تو عوام الناس کی رہنمائی کے لے بہتر ہو گا اور چوری شدہ گاڑیوں کی خرید و فروخت کے انسداد میں بھی اس ادارے سے مدد حاصل ہو گی۔

حکومت کی طرف سے عوام کو سستا اور جلد انصاف مہیا کرنے کی ترجیحات

*1237: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے عوام کو جلد اور سستا انصاف فراہم کرنے کا عندیہ دیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اب تک عوام کو جلد اور سستا انصاف مہیا کرنے کے سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل (6) 18 کے تحت مقدمہ کی تفتیش کتنی دفعہ تبدیل ہو سکتی ہے؟

(د) اگر دو سے زیادہ دفعہ تفتیش تبدیل ہو سکتی ہے تو پہلی تبدیلی اور دوسری تبدیلی کا حکم کون صادر کرتا ہے اور اسکے بعد تبدیلی کیسے عمل میں آتی ہے؟

(ہ) حکومت کے اخراجات پر نادار اور غریب ملزمان کو حصول انصاف کے لئے وکیل صفائی فراہم کرنے کا کیا معیار ہے اور کیا شرائط ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف، ب)

(ج) پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 18(6) کے تحت مقدمہ کی تفتیش دو دفعہ تبدیل ہو سکتی ہے۔

(د،ہ) دو سے زیادہ دفعہ تفتیش تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔پہلی تفتیش تبدیل کرنے کا حکم ایڈیشنل آئی جی (انوسٹی گیشن) پنجاب اور دوسری تفتیش تبدیل کرنے کا حکم انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب صادر کرتے ہیں۔اس کے بعد تفتیش تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 719 تھا تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ کل آپ نے floor پر بڑی اچھی بات کی کہ اگر کوئی محکمہ کسی سوال کا غلط جواب دے گا تو میں اس کے خلاف ایکشن لوں گا تو میرے سوال میں ایک بڑی دلچسپ بات ہے کہ میرے علاقے کے تھانہ میں 2006 سے اب تک کوئی مقدمہ ہی درج نہیں ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: تھانے میں؟

جناب آصف منظور موہل: جی، جناب!

جناب سپیکر: تو یہ بہت اچھا تھانہ ہے۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! دیکھیں کہ کیا یہ جواب صحیح ہے؟

جناب سپیکر: وہاں کے لوگ اچھے ہیں۔

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! حالانکہ وہ ڈکیتوں کا تھانہ ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! معزز ممبر نے نشان دہی کی ہے تو آپ اس چیز کی انکوائری کریں کہ آج تک وہاں پر کوئی کیس ہی رجسٹرڈ نہیں ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ غلط رپورٹنگ ہوئی۔ میں تو کل یہاں پر موجود نہیں تھا تو آپ نے رولنگ دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جب آپ موجود نہیں تھے تو اس کے بارے میں آپ۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں موجود نہیں تھا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں موجود نہیں ہوں تو جو یہاں ہو جائے اس میں participate نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی عدم موجودگی ہم محسوس کر رہے تھے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ کی طرف سے جو رولنگ آتی ہے ہم اس کو صحیح مانتے ہیں اور اس کو مان لیتے ہیں۔ آپ نے اگر کل یہ فرمایا ہے کہ اگر غلط جواب ہو گا تو جو موہل صاحب نے نشان دہی کی ہے تو اس کی انکوائری کروالیں۔ اگر غلط جواب ہے تو ایکشن لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اگر غلط ہوا تو ان کے خلاف ایکشن لیں گے انشااللہ۔ اگر ان کا جواب صحیح ہوا تو ان کے لئے recommendation بھی بھیجیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جی، بالکل appreciation بھی ہونی چاہئے۔ اگر جواب غلط ہے تو آپ اس کی انکوائری کا آرڈر دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔ شاہ صاحب! اتنی لمبی جدائی اچھی نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہماری اسمبلی سکیورٹی سٹاف کے بارے میں ہے۔آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب ہم صبح اسمبلی آتے ہیں اور آج کا بھی میں واقعہ بتانا چاہوں گا کہ reception door کے پاس 30 سے 40 لوگ ایک مجمع کی شکل میں کھڑے ہوتے ہیں اور آج میں نے ایک نئی چیز وہاں پر نوٹ کی کہ ایک ٹیبل اور کرسی لگا کر 8 سے 10 سکیورٹی سٹاف باضابطہ اس پر وہاں چائے پی رہے تھے اور ایک اپنے ہی بے ڈھنگے طریقے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ پنجاب کی اس معزز اور اہم اسمبلی کے باہر سکیورٹی سٹاف کے ڈسپلن کا اتنا نیچا درجہ دیکھنا مجھ سے برداشت نہیں ہوا اور میں نے یہی چیزیں نوٹ بھی کروائیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے پاس بہت زیادہ فالتو لوگ ہیں اور انہوں نے صبح چائے پینی ہے تو وہ کہیں چھپ کر چائے پئیں کیونکہ دنیا میں کہیں بھی سکیورٹی سٹاف جو کسی اہم ادارے کے باہر یا کسی ادنیٰ ادارے کے باہر بھی ڈیوٹی دے رہا ہوتا ہے تو وہ اپنی دو ٹانگوں پر کسی ڈسپلن طریقے سے کھڑا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات بھی اسمبلی کے بارے میں کہنا چاہوں گا کہ لائبریری کے اندر ہم توجہ کے ساتھ اخبار نہیں پڑھ سکتے کیونکہ وہ ایک اضافی کانفرنس روم کی شکل اختیار کر گیا ہے اور لائبریرین کے ٹیلی فون سیٹ کو ان کے علاوہ اور بے شمار لوگ استعمال کر رہے ہوتے ہیں اور بہت سی پرائیویٹ باتیں بھی ہو رہی ہوتی ہیں جو اخبار پڑھنے یا رسالہ پڑھنے والے شخص کی بھی توجہ ہٹا دیتی ہیں۔ میری درخواست ہے کہ لائبریرین کو اگر لائبریری ہال میں ٹیلی فون دینا ہے تو ان کا کیبن بنا دیا جائے تاکہ ہم لائبریری کے اندر پوری توجہ کے ساتھ اپنا مطالعہ کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کی بات میں نے نوٹ کی ہے اور میں اس کا مستقبل میں انشااللہ پورا نوٹس لوں گا اور آئندہ سے ایسی چیز دیکھنے کو نہیں ملے گی اور اگر ملے گی اور اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو یقیناً میں اس کے خلاف پورا ایکشن لوں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: حکومتی بنچز سے ایک معزز ممبر نے اسمبلی سے متعلقہ مسئلے کا ذکر کیا ہے تو میں بھی اس سے ملتا جلتا مسئلہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلے آٹھ نو ماہ سے یہ اسمبلی وجود میں آئی ہے اور باہر پارکنگ کا نظام ہے اور اسمبلی کے premises میں جو ٹریفک کے قوانین ہیں وہ ہماری سمجھ سے باہر ہیں۔ جہاں پر VIP parking کے بورڈ لگے ہوئے ہیں وہاں پر صرف اور صرف پولیس کی گاڑیوں کو پارکنگ کرنے کی اجازت ہے جو VIPs حضرات ہیں اور جو ministers ہیں، مجھے ministers کا تو اندازہ نہیں ہے بہر حال MPAs جو ہیں وہ بقول اس شناختی کارڈ کے مطابق جو Ministry of Defence سے ہمیں جاری ہوا ہے اس پر clearly لکھا ہوا ہے کہ MPAs are also VIPs۔ ہماری روزانہ ٹریفک وارڈن کے ساتھ یہ بحث ہوتی ہے کہ آیا خواتین MPAs وہ کیوں نہیں اپنی گاڑیاں اس جگہ پر پارک کر سکتیں؟ کیا صرف پولیس نے ہی اپنی گاڑیاں وہاں پارک کرنا ہوتی ہیں؟ آپ ذرا kindly اس کی وضاحت فرما دیں کہ کیا پولیس کی گاڑیاں VIPs ہیں؟ جو ایمبولینس، 1122 اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں کھڑی ہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ MPAs کو گاڑیاں پارک کرنے نہیں دیتے۔ وہ خواتین جو خود ڈرائیو کرتی ہیں یا male MPAs اگر ان کا کبھی ڈرائیور نہیں ہوتا وہ خود پارک کرتے ہیں تو باہر سیکورٹی والے ان کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ آپ kindly یہ وضاحت فرما دیں کہ آپ نے ان کو کیا احکامات جاری فرمائے ہوئے ہیں؟ نیز ان پر یہ واضح فرما دیں کہ کس کو اجازت ہے اور کون VIP ہے اور کون نہیں ہے؟

جناب سپیکر: الحمد للہ، اس معزز ایوان کے تمام ممبران VIP ہیں۔ VIP کی سکیورٹی پولیس کی ذمہ داری ہے اور ہماری سکیورٹی کی ذمہ داری ہے۔ اگر کار پارکنگ کے بارے میں آپ کو اس پر کوئی شکایت ہے تو میں اس کا نوٹس لوں گا۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! یہ آٹھ نو ماہ سے شکایات چلی آ رہی ہیں۔ کئی خواتین خود ڈرائیو کر کے آتی ہیں، وہ ان کو پارک نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اس بارے میں سکیورٹی کا معاملہ انتہائی ضروری ہے۔ آپ کی سکیورٹی کے لئے میں ان کو اجلاس کے بعد بلاؤں گا۔ اگر انہوں نے کوئی غلط کام کیا ہو گا یا غلط کارروائی کی ہو گی تو میں اس کا ایکشن لوں گا۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح آپ جانتے ہیں کہ اس حکومت سے پہلے ایک آمر کا اس ملک پر قبضہ رہا اور اس آمر کے دور میں ملک کے خزانے کو جس طرح لوٹا گیا، جس طرح import کر کے وزیر اعظم بنایا گیا اور اس نے اس ملک کے خزانے کا ستیاناس کیا۔ مہنگائی اپنے عروج پر تھی، دہشت گردی اپنے عروج پر تھی، اس کے بعد ایک جمہوری حکومت آئی اور بہت ساری سیاسی جماعتوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم سب نے مل کر اس ملک کو جو اس وقت مشکلات درپیش ہیں جس سے ملک کو خطرہ لاحق تھا اور دنیا میں کہا جا رہا تھا کہ شاید پاکستان survive نہ کر سکے، اس مشکل وقت میں پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے اپنی بہت سی اتحادی جماعتوں کے ساتھ اس ملک کی باگ ڈور سنبھالی اور اس وقت۔۔۔(شور وغل)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کی کیا relevancey ہے؟ یہ میڈیا کے سامنے تقریر کر لیں۔

جناب سپیکر: وہ کوئی اچھی بات کر رہے ہوں گے، آپ سن لیں، بہتر ہو گا۔(شور وغل)

معزز اراکین حزب اختلاف: یہ باتیں میڈیا کے سامنے کرنے کی ہیں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: No, please میں اپوزیشن کے دوستوں سے کہوں گا کہ آپ تشریف رکھیں، انہیں بات کرنے دیں، میں نے ان کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کہنے کو یہ کہا گیا کہ ہم نے حکومت سنبھالی ہے لیکن عملی طور پر ہم نے ایک کانٹوں کی سیج کو قبول کیا اور بہت بڑے چیلنج کو پاکستان پیپلز پارٹی نے قبول کیا۔ آج اللہ کے فضل سے ہم یہ دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے لوڈشیڈنگ پر قابو پایا، پاکستان کی تاریخ میں آج تک ایسا نہیں ہوا، ہم نے بیس روپے لٹر پٹرول سستا کیا، ہم نے کھاد پر قابو پایا اور اللہ کے فضل سے آٹا ان کے دور میں جو ملتا نہیں تھا وہ ملنا شروع ہوا۔ آج میں ان کو نہیں کہتا لیکن کچھ ایسی ایجنسیاں اور کچھ Establishment کے ایسے لوگ ہیں جو ہماری حکومت کے خلاف ناجائز پراپیگنڈا اور سازشیں کر رہے ہیں، ان سازشوں میں ہم نے یہ فیصلہ کیا، میں چودھری ظہیر الدین اور ان کے ساتھیوں کو اور مسلم لیگ (ن) کے معزز اراکین اسمبلی کو یہ گزارش کروں گا کہ

پاکستان پیپلز پارٹی آج دو بجے اسمبلی سے لے کر گورنر ہاؤس تک ایک ریلی نکال رہی ہے جس میں ہم صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری، وزیراعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی کے ساتھ اظہار یکجہتی کر رہے ہیں کہ آپ قدم بڑھائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں، پوری قوم آپ کے ساتھ ہے۔ میں اپنے بھائی چودھری ظہیر الدین، مسلم لیگ کے اراکین کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ یہ مہربانی کریں کہ اس مشکل گھڑی میں جب ملک کو بڑے بڑے چیلنج درکار ہیں ہم نے جو اقدامات کئے ہیں، ہم نے ملک کو صحیح سمت میں چلانا شروع کیا ہے اس میں یہ ہمارے شانہ بشانہ چلیں کیونکہ اگر پاکستان ہے تو ہم سب ہیں، اگر پاکستان ہے تو یہ اسمبلی ہے، اگر پاکستان ہے تو ہم سب کی عزت ہے اور اس پاکستان کو مضبوط کرنے کے لئے ہمارے شانہ بشانہ اس ریلی میں شرکت کریں۔ میں آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ آپ بھی تشریف لائیں۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب! کیا ہی یہ بہتر ہوتا کہ آپ ان دوستوں کو اپنی طرف سے invitation بھجواتے، اس کے بعد پھر اس کا ردعمل سامنے آتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری ظہیر الدین (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! محترم راجہ ریاض صاحب نے ایک بہت ہی تمہیدی بات اور اپنی طرف سے پر مغز گفتگو فرمائی ہے۔ میں ان کی قدر کرتا ہوں اور یہ ہمیشہ بہت سوچ سمجھ کر بات کرتے ہیں۔ پھر اس کا تجزیہ کرنا لوگوں کا کام ہوتا ہے، میڈیا کا کام ہوتا ہے یا پھر عوام کا کام ہوتا ہے جو سن رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ نے ہمیں منع کیا تو ہم سب منع ہو گئے اور جس طرح ہم نے تحمل سے ان کی بات سنی kindly اسی تحمل کے ساتھ چند منٹ میری بات بھی سنی جائے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ابتدائی دنوں میں ہی کہہ دیا تھا کہ پچھلی اپوزیشن جو تھی وہ لوگوں نے دیکھی کہ یہ "D" اپوزیشن کی آماجگاہ ہوتی تھی اور سپیکر کا گھراؤ ہوتا تھا۔ ان نو ماہ کے اندر ایک دن بھی ایسا نہیں بتا سکتے کہ ہم نے rules, اور روایت کے خلاف کچھ کیا ہوا اس لئے کہ اگر ہم نے حکومت کی ہے تو ایک اچھی روایت سے کی ہے اور اپوزیشن کی طرف سے بھی ایک اچھا کلچر دینا چاہتے ہیں۔ اس میں یہ شامل ہے کہ پانچ سال تک آپ دونوں حکومت کریں اور یکجہتی کے ساتھ مل کر حکومت کریں، آپ دونوں کو یکجہتی کی ضرورت ہے، آپ دونوں جائیں اور

راناثناء اللہ خان کو لے جائیں،(ن)لیگ کو لے جائیں اور گورنر ہاؤس تک لے جاکر مارچ کریں، ہم اپوزیشن میں ہیں۔

دوسری بات یہ کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے بیس روپے تیل سستا کیا تو چالیس روپے مہنگا بھی انہوں نے ہی کیا تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

انہی کا مہنگا کیا ہوا تیل سستا ہوا ہے اور جو انہوں نے آج کی کارکردگی بتائی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب کے ساتھ ان کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب کچھ ہے۔اس ملک میں talent ہے، انتظامی امور بھی بہتر ہیں اور سب کچھ ہے۔اگر اس وقت سیاسی اور انتظامی امور کے نتیجے میں نہیں ہے تو تاروں میں بجلی نہیں ہے، نہروں میں پانی نہیں ہے، پیٹ میں روٹی نہیں ہے، کھیتوں میں کھاد نہیں ہے، تھانوں میں انصاف نہیں ہے اور یہ سب چیزیں اس وقت ہیں اور یہ سب کچھ نہ ہونے کا اعتراف۔۔۔

معزز اراکین حزب اقتدار: جھوٹ، جھوٹ، جھوٹ۔۔۔

جناب سپیکر: No comments, no comments, آپ تشریف رکھیں، آپ کو بولنے کا موقع ملے گا۔جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر یہ سننا نہیں چاہتے میں تو مسکراتے ہوئے ساری باتیں بعد میں بھی کرلوں گا ورنہ میڈیا کے سامنے کرلوں گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں، یہ کون سی رکاوٹ ہے مسلم (ن) اور پیپلز پارٹی کو deliver کرنے میں۔ان کی 65 فیصد حکومت پاکستان پر ہے اور ان کا ملک پر قبضہ ہے، یہ پاکستان پر حکومت کرتے ہوئے، ایک ruthless rule کرتے ہوئے جس میں بیوروکریسی محفوظ ہے، ڈاکٹر محفوظ ہے، مزدور محفوظ ہے، کسان محفوظ ہے اور نہ اپوزیشن محفوظ ہے۔ کل ایک جنرل کا murder ہوا ہے جس کی بات ہم بعد میں کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ذرا short کریں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ impartial ہیں اور مسلم لیگ (ن) سے استعفیٰ دے چکے ہیں۔آپ custodian of the House ہیں۔آپ کے جذبات جو

ہیں ان سے تھوڑی سی توجہ، تھوڑا سا رحم آپ کے دل میں ایک کونا ہلکا سا اور نرم گوشہ ہمیں بھی چاہئے اور مجھے بات کر لینے دیجئے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ قوم کی اور ہماری یہ خواہش ہے کہ مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی دونوں اس وقت حکمران جماعتیں بلاکوں کی سیاست کو ختم کریں۔ یہ کسانوں، مزدوروں، میڈیا اور پسے ہوئے بلاکوں کی طرف دھیان دیں۔ انہوں نے دو بلاک پکڑے ہیں ایک تندور بلاک اور ایک فارورڈ بلاک، ان بلاکوں کو kindly چھوڑ دیجئے۔

جناب سپیکر! لوگوں کا ایک innocent pleasure ہوتا تھا کہ گھر جاتے ہیں تو ماں بچے کو گرم روٹی دے گی۔ انہوں نے ایک انتظام کیا کہ بچے کو تندور کے اوپر کھڑا کر دیا کہ وہاں سے ٹھنڈی روٹی لو۔ میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی اس میں شامل ہے، یہ دونوں لوگ اس decoy کو ختم کریں، یہ decoy نہیں چلے گا اس لئے یہ دونوں حکمران ہیں، اپنے آپ کو اپوزیشن کہنے سے ٹل جائیں، یہ اپوزیشن نہیں ہے۔ ایک اچھے کلچر کی اپوزیشن یہ ہے، یہ جائیں اور آج جس یکجہتی کا اعلان کیا ہے اس میں (ن) لیگ کو بھی ساتھ لے کر جائیں اور وہاں پر معذرت کا بھی سیشن چلے اور ایک دوسرے سے گلے شکوے کا بھی سیشن چلے اور اس کے بعد لوگوں کی خدمت کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

وفاقی حکومت کی جانب سے ملک میں زرعی انکم ٹیکس لاگو کرنے کا مطالبہ

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے صرف آٹھ منٹ دے دیں، میں نے ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔ اتنا بڑا احتجاج کرنا چاہتے ہیں، اللہ خیر کرے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہاں پر 75 فیصد ممبران کا زراعت سے تعلق ہے۔ یہ ظلم ہوا ہے کہ کل ٹی وی پر خبر آئی ہے کہ زرعی انکم ٹیکس وفاقی کابینہ نے منظور کر لیا ہے۔ یہ کاشتکار پر بہت بڑا ظلم ہے، کاشتکاروں کو کھاد نہیں ملتی، بیج نہیں ملتے، جو فصل تیار ہے مثلاً کاٹن اور چاول تیار ہے اسے لینے والا کوئی نہیں، کاشتکار پریشان ہیں، اوپر سے یہ حالت ہے کہ زرعی ٹیکس لاگو کیا

جارہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ملک دشمن سازش ہے جس کو I.M.F جان بوجھ کر کرا رہی ہے تاکہ ان کی زراعت کمزور ہو، کاشتکار کمزور ہو، میں کہتا ہوں کہ اگر کاشتکار کمزور ہوا تو حقیقت یہ ہے کہ ملک کی معیشت کمزور ہو گی۔ I.M.F کا مقصد یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے زیر عتاب رہیں اور اگر زراعت کی ترقی ہو گی تو ملک معاشی لحاظ سے مضبوط ہو گا اور I.M.F سے قرضے نہیں لیں گے۔ میری گزارش ہے کہ میں نے تحریک التوائے کار جمع کرادی ہے مجھے out of turn موقع دیں اور یہ ہاؤس میں لے کر آئیں، اس کے لئے بحث کرائی جائے۔ یہ سب کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے، کیا ہو رہا ہے؟ کبھی وفاق سے سزائے موت ختم کی گئی ہے، زرعی ٹیکس بھی لگ رہا ہے، کاشتکاروں کی پکڑ دھکڑ کی اجازت دی جارہی ہے، یہ کاشتکاروں پر ظلم ہے، آپ ضرور مہربانی کریں۔ ہم اس لئے یہاں نہیں آئے ہیں کہ موٹریں کہاں کھڑی کریں، پلازے کہاں بنیں؟ ہم عوام کی خاطر، کاشتکار کے مفاد کی خاطر یہاں آئے ہیں اس لئے میری تحریک التوائے کار کو ضرور out of turn لیں اور ہاؤس میں بحث کرائیں۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں، مجھے ایک بات کر لینے دیں۔ پنجاب میں تو زرعی ٹیکس پہلے موجود ہے اور مزید ٹیکسز؟ دیکھیں! اس کے بارے میں آپ کو سوچنا چاہئے، یہ کاشتکار بیٹھے ہوئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

زراعت آپ کے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، خدانخواستہ خاکم بدھن اگر اس کو آپ نے کمزور کر دیا اور اگر اس میں کوئی fault آ جائے تو ریڑھ کی ہڈی کے بغیر آدمی چل پھر بھی نہیں سکتا، آپ مہربانی فرمائیں اس کے بارے میں سوچیں یا ٹائم دے دیں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! زرعی ٹیکس تو already پورے ملک میں لاگو ہے۔ اب یہ زرعی انکم ٹیکس کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: زراعت پر اور بھی بہت سے taxes ہیں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ I.M.F اور World Bank کے pressure پر جو سات ارب کی قسط دکھائی جارہی ہے اس کی خاطر کسانوں کا قتل ہو رہا ہے اور پہلے کسانوں پر کوئی ایسا ٹیکس نہیں جو indirect طریقے سے وصول نہیں کیا جارہا۔ زراعت پہلے سے ختم ہو چکی ہے، آبیانہ فلیٹ ریٹ لگا کر پانی نہیں دیا جارہا اور کسانوں سے آبیانہ وصول کیا جارہا ہے، گلی گلی، جگہ جگہ پر کسانوں سے ٹیکس وصول ہوتا ہے اور یہ ٹیکس جو propose ہوا ہے یہ ٹیکس اگر لگ جائے گا تو یہ ایک ورلڈ بنک اور I.M.F کی international سازش ہے اور جس طرح Russia کے پاس نیوکلیئر بم، ہائیڈروجن بم پڑے کے پڑے رہ گئے تھے، جب روس کی معیشت ختم ہوئی تھی تو روس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور خدانہ کرے کہ یہ عالمی سیہونی طاقتیں پاکستان کو کوئی نقصان پہنچا سکیں۔ ہم پورا ہاؤس یہ 75 فیصد نہیں بلکہ 100 فیصد لوگوں کا مطالبہ ہے اور ہم وفاق کو پیغام بھیجتے ہیں کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ ٹیکس کبھی زراعت پر نہیں لاگو ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

زراعت کے کسان پہلے سے مر رہے ہیں، گندم نہیں ہے، کاٹن اور چاول کا problem ہے تو اس پر بحث کے لئے پورا دن مختص کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے، پورا دن زراعت کے بارے میں بحث کریں گے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میری دو تحاریک التوائے کار زراعت کے سلسلے میں تھیں اور کہا گیا ہے کہ وہ دونوں lapse ہو گئی ہیں۔ ایک فلیٹ ریٹ آبیانہ ہم سے وصول کیا جارہا ہے اور ایک گنے والے شوگر ملز ایسوسی ایشن نے اپنی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں، وہ مفت میں گنا لیتے ہیں اور کسان دو دو، تین تین سال تک ان کے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں، زرعی ٹیکس، آبیانہ اور یہ شوگر ملز کے سلسلے میں علیحدہ علیحدہ ٹائم مختص کیا جائے اور ہم لوگ جو ادھر آکر بیٹھے ہیں ہم ان لوگوں کے توسط سے آکر بیٹھے ہیں تو یہ time fix کریں اور ہمیں اطلاع دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ کافی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں، مجھے ذرا ان کو سن لینے دیں، کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے بھائی وارث کلو صاحب سے بھرپور اتفاق کرتے ہوئے اس ایوان کی توجہ اس بات کی طرف مرکوز کرانا چاہتی ہوں کہ I.M.F نے جو پیکج

دیا ہے اور فیڈرل کابینہ کی جو کل meeting ہوئی ہے اس میں جو شرائط دی گئی ہیں ان کو نہ ہی بتایا گیا ہے اور نہ ہی آج اخباروں میں اس کی کوئی تفصیل آئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم لوگوں کو وہ تفصیلات بتائی جائیں جس کے تحت I.M.F نے جو قرضہ دیا ہے اور خاص طور پر کسانوں کے حوالے سے جو اس پورے ایوان کے احساسات ہوں گے کہ زرعی ٹیکس کسی حال میں غریب کسان پر لاگو نہیں ہونا چاہئے اور جو غریب کسان کے آج کل حالات ہیں ان کی جو income اور profit کا margin ہے وہ اتنا low ہے کہ اگر ٹیکس لگ گیا تو ان کو بھی شاید روٹی ملنا اور نصیب ہونا future میں مشکل ہو جائے گا۔ میں اس ایوان کی بھرپور حمایت کے ساتھ توقع کرتی ہوں کہ یہ ٹیکس نہیں لگے گا اور میں نے قرارداد بھی جمع کرائی ہے۔ ہم اپنے جن ووٹوں سے اس ایوان میں آئے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے حلقے زیادہ تر زرعی چھوٹے کسانوں کے حلقے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان کے مفاد کے لئے اس ایوان میں آواز اٹھائیں اور قطعاً یہ زرعی ٹیکس ان پر نہیں لگنا چاہئے۔ ہمارے کسان کو ابھی تک گنے کی فصل کی انکم بھی مل والوں نے نہیں دی تو جب انکم ہی نہیں آئے گی، میں آپ کی توجہ چاہوں گی۔ میں چاہوں گی کہ آپ اس کے لئے ایک دن ضرور مختص کریں۔ جیسے آپ نے کہا کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اگر اس کو کینسر لگ گیا تو ملک بھی نہیں بچے گا۔ مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس ٹیکس سے پورے پنجاب میں ایک آگ لگے گی چونکہ کسان اس کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ بہت شکریہ

محترمہ یاسمین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قبلہ شاہ صاحب! محترمہ کے بعد آپ کی باری ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ یاسمین خان: جناب سپیکر! چونکہ یہ بات چھڑ گئی ہے اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اگر ہر کسان اور ہاری کو ایک ٹیوب ویل کی مفت بجلی فراہم کی جائے تو ہماری فی ایکڑ پیداوار بڑھ جائے گی۔

جناب سپیکر: ہم اس پر بحث کے لئے ایک دن پورا رکھیں گے، آپ اطمینان رکھیں جب اس پر بحث کریں گے تو آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ جی، محترم شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ ہمیشہ مجھ پر شفقت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں شفقت کرتا ہوں؟

سید ناظم حسین شاہ: جی۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ میرے محترم ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! چھوٹے بھی پیار کر سکتے ہیں۔ محبت کسی چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں کرتی ۔چھوٹا بھی کر سکتا ہے اور بڑا بھی کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: مجھ پر آپ کا احترام واجب ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! محترم احمد خان صاحب اور ہمارے معزز ممبر رانا صاحب نے بھی بات کی ہے اور جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ زرعی ٹیکس یہاں لاگو ہے۔آپ یہ دیکھیں کہ اس وقت کسان کو کیا مل رہا ہے؟ ہم سے تقریباً 2/1 لیا جا رہا ہے۔ہم کھاد پر ڈائریکٹ ٹیکس دے رہے ہیں۔ٹیوب ویل پر بجلی کا کتنا ٹیکس دے رہے ہیں اگر ایک کسان ٹریکٹر لینا چاہتا ہے تو دیکھیں کہ کتنا ٹیکس دے رہے ہیں؟ ہر ملک کی اپنی geographically condition ہوتی ہے۔یورپ زرعی ملک ہی نہیں ہے۔ پوری دنیا میں یہ چیز acknowledge ہو چکی ہے کہ جہاں تیل کو black board کہا گیا اس کے بعد latest weapon خوراک تھا۔اسی خوراک کی وجہ سے Russia کے ٹکڑے ہوئے، جیسے کلو صاحب نے آپ کے سامنے وضاحت کی ہے۔لہذا میری گزارش ہے کہ جب ہم already one half or one third ٹیکس دے رہے ہیں، ہمیں 30 فیصد پانی ملتا ہے لیکن آبیانہ 100 فی صد لیا جاتا ہے۔ہم لینڈ ریونیو کس بات کا دے رہے ہیں؟ ہم وہ بھی ٹیکس دے رہے ہیں۔لہذا ہم اس ٹیکس کی پرزور مخالفت کریں گے۔ہم یہ ٹیکس اپنے اوپر کبھی بھی لاگو نہیں ہونے دیں گے۔ہم اس کے لئے جیل جانے اور سولی پر چڑھنے کے لئے بھی تیار ہیں۔

جناب سپیکر! ہم پر پارٹی یا کسی اور کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ہمیشہ اچھی حکومت وہ ہوتی ہے جو اکثریت کے حق میں فیصلے کرے۔لہذا آپ اس وقت دیکھیں کہ ملک کی اکثریت کیا ہے؟ ابھی ہمارے سینئر منسٹر فرما رہے تھے۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کہاں کھاد مل رہی ہے؟ ڈی اے پی کی بوری -/3300 روپے کی ہے۔جب ہم نے پچھلی دفعہ الیکشن لڑا تھا اس وقت ڈی اے پی کی بوری -/1300 روپے میں تھی۔آپ حقائق دیکھیں، میں نے ڈی سی او سے بھی بات کی ہے لیکن پھر بھی خود بلیک میں کھاد لی ہے یوریا کا کنٹرول ریٹ -/695 روپے ہے لیکن میں نے اب گندم کے لئے -/800 روپے میں خریدی ہے۔یہ صرف زبانی نہ کہیں بلکہ عملی اقدام کریں۔

ہم نے یہاں بیٹھ کر لوگوں کی نمائندگی کرنی ہے، ہم اپنے اس حق سے کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے بلکہ وہ حق نمائندگی نبھائیں گے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس پر ایک دن نہ رکھیں بلکہ اتنا ٹائم دیں کہ پورے ممبران بات کر سکیں چاہے، اس پر 4 یا 5 دن بحث ہو پھر اکثریت کے ساتھ اس پر فیصلہ ہونا چاہئے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ کم قیمت بتا گئے ہیں۔ غالباً ڈی اے پی کی اصل قیمت -/5760 روپے ہے۔ باقی آپ کو subsidy مل رہی ہے۔ جی، راناصاحب!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور غور سے بات سنیں۔ میں نے راناصاحب کو floor دے دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے بات کی پھر قائد حزب اختلاف محترم چودھری ظہیر الدین صاحب نے بات کی ہے لیکن جو issue ابھی زیر بحث ہے میں اس پر پہلے respond کرنا چاہوں گا۔ ہم تیار ہیں بے شک آج ہی تحریک التوائے کار لے آئیں اور اس پر ٹائم مقرر کر دیں یا زراعت کے لئے پورا دن مختص کرنا چاہیں تو کر دیں۔ اس دن تمام معزز ممبران جنھوں نے جن جن خدشات کا آج ذکر کیا ہے اس دن اس پر سیر حاصل بحث ہو پھر اس ہاؤس کی منشا اور consensus کے مطابق قرارداد پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھیجیں گے اور اس کے پیچھے پورے ہاؤس کی طاقت ہو گی ۔ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ راجہ ریاض صاحب کی طرف سے بھی کہتا ہوں کہ یہ بھی اس قرارداد میں شامل ہوں گے بلکہ اس آواز کو لے کر وفاقی حکومت تک جائیں گے لیکن میں یہاں پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ میری personal opinion ہے آپ بے شک اس سے اختلاف کریں۔ یہ بات ایگریکلچر انکم ٹیکس کی ہو رہی ہے۔ اس وقت زرعی ٹیکس پہلے لگا ہوا ہے اور موجود ہے۔ ہم نے پہلے غالباً چھ یا ساڑھے چھ ایکڑ کو exempt کیا تھا اس کے بعد پچھلے دور میں اسے بڑھا کر ساڑھے بارہ ایکڑ کر دیا تھا۔ اب مثال کے طور پر جس آدمی کی اراضی 13 ایکڑ ہے تو اسے زرعی ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اس ایوان میں بیٹھا کوئی ممبر collection کر کے بتا دے کہ جس آدمی کی 15 ایکڑ زمین ہے کیا اس کی اتنی آمدن ہے کہ اس پر ٹیکس لگنا چاہئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے۔ انکم ٹیکس تو ایک upper limit پر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: انکم ٹیکس net profit پر ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، میرے خیال میں اب انکم ٹیکس کی limit 3 لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ یعنی اگر میری انکم 3 لاکھ روپے ہو گی تو میں ٹیکس دوں گا۔ اگر میری انکم 2 لاکھ 95 ہزار روپے ہو گی تو میں ٹیکس نہیں دوں گا۔ انکم ٹیکس ہر شہری پر لگتا ہے لیکن ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں شہری ٹیکس نہیں دیتے کیونکہ ان کی income limit سے نیچے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے زمیندار اور اس ملک کے کسان سے یہ زیادتی ہے کہ اگر فرد کے مطابق اس کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ سے دس مرلے بھی بڑھ جاتی ہے تو وہ ٹیکس کے زمرے میں آ جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ٹیکس ظالمانہ ہے۔ اس معزز ہاؤس کو اس ٹیکس کے بارے میں قرارداد پاس کر کے ختم کروانا چاہئے اور شاید وہ provincial subject ہے۔ جہاں تک انکم ٹیکس کا تعلق ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ اگر کسی آدمی کی اتنی انکم ہے کہ وہ ٹیکس دے سکتا ہے اور وہ اپنی انکم 5 لاکھ ظاہر کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ کہتا ہے کہ اس میں اڑھائی لاکھ انکم زراعت سے ہے لہذا اب میں کوئی ٹیکس نہیں دوں گا، میں سمجھتا ہوں کہ اس آدمی سے ٹیکس لینا چاہئے جو زمیندار ہے یا جو بھی ہے لیکن عام کسان کو اس سلسلے میں benefit پہنچنا چاہئے۔ میرا یہ ایک point تھا تاکہ جب اس پر بحث ہو تو اس پر بھی پوری توجہ دیں کہ آیا زرعی ٹیکس کس شکل میں ظالمانہ ہے۔

جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے بڑی لمبی بات کی۔ انھوں نے کہا کہ یہ بھی نہیں ہے، یہ بھی نہیں ہے، یہ بھی نہیں ہے اور انھوں نے ایسے show کیا کہ شاید (ق) لیگ کے دور میں سب کچھ تھا۔ جب یہ کہہ رہے تھے کہ پیٹ میں روٹی نہیں ہے۔ فلاں جگہ پر فلاں چیز نہیں ہے، فلاں جگہ پر فلاں چیز نہیں ہے۔ جب انھوں نے کہا کہ پیٹ میں روٹی نہیں ہے تو ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ (ق) لیگ کی صندوقچی میں ووٹ بھی نہیں ہے۔ اگر انھوں نے اتنی اچھی کارکردگی دکھائی ہوتی، اگر انھوں نے اتنا بہتر کیا ہوتا تو کم از کم 18 فروری کو ان کو رزلٹ ملتا۔ اس وقت ہمیں یقیناً گندم کا چیلنج ہے، لوڈ شیڈنگ کا چیلنج ہے، بیرونی حملوں کا چیلنج ہے۔ ان تمام چیلنجوں سے وفاقی حکومت اپنی سطح پر اور پنجاب حکومت اپنی سطح پر نبرد آزما ہے اور کوشش کر رہی ہے کہ ان چیلنجوں کو بہتر انداز میں حل کیا جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ challenges کس نے پیدا کئے؟ یہ کہتے ہیں کہ 65 فی صد پاکستان پر قبضہ ہے لیکن وہ جس کا پاکستان پر 100 فی صد قبضہ تھا اور سالہا سال رہا، جس کا قبضہ غیر قانونی تھا، جس کا قبضہ غیر آئینی تھا۔ وہ کون لوگ تھے جو اس ایوان کے اندر اس غیر قانونی اور غیر آئینی قبضے کے حق میں

قرار دادیں پاس کرتے رہے اور انھوں نے اس قبضے کو لمبے سے لمبا کیا؟ وہ کون لوگ تھے اور وہ کون شخص تھا جو یہاں سیٹ پر چڑھ کر ڈانس کرتا رہا کہ یہ قبضہ اسی طرح سے ہونا چاہئے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان بحرانوں کا جواب اس آدمی کو دینا چاہئے جو یہاں پر کھڑا ہو کر کہتا تھا کہ ہم دس مرتبہ وردی میں منتخب کریں گے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر انھوں نے یہاں آکر احتجاج نہیں کیا تو جناب قائد حزب اختلاف جب آپ یقین دلا رہے ہیں کہ آپ اس طرح کا احتجاج نہیں کریں گے تو میں بھی آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم آپ کو اس ہاؤس سے expel نہیں کریں گے، ہم آپ کو یہاں سڑک پر گرفتار کر کے تھانہ قلعہ گجر سنگھ میں بند نہیں کریں گے۔ہم آپ کی خواتین کو اپنی بہنیں سمجھتے ہوئے اور اس معزز ایوان کی رکن سمجھتے ہوئے ان کو سڑکوں پر نہیں گھسیٹیں گے۔آپ کو یاد ہو گا کہ جب آپ یہاں ایوان میں ہمیں داخل نہیں ہونے دیتے تھے اور جب ہم گیٹ پر آتے تھے تو آپ پولیس کی نفری سے ہمیں گرفتار کروا کر تھانہ قلعہ گجر سنگھ میں بند کرتے تھے کہ ہم آپ کو یہاں احتجاج نہیں کرنے دیں گے۔(شیم، شیم)

جب آپ قائد حزب اختلاف نہیں بن رہے تھے اور اس وجہ سے نہیں بن رہے تھے کہ آپ کے ممبر 84 سے 36 رہ گئے ہیں۔آپ کے پاس اپنی اکثریت موجود نہیں ہے لیکن جب آپ نے اس پر بھی احتجاج کا سوچا اور باہر احتجاج کے لئے بیٹھے تو ہم نے آپ کو صوفے فراہم کئے۔ہم نے آپ کو shed فراہم کیا۔اگر روزے نہ ہوتے تو پھر ہم آپ کے لئے مشروب کا بھی انتظام کرتے۔یہ ہمارے رویے کا respond ہے۔اگر ہمارا رویہ اس طرح کا رہے گا تو انشاء اللہ آپ کو احتجاج کرنے کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔اس وقت ہمیں جو ضرورت محسوس ہوئی تھی وہ یہی تھی کہ آپ لوگ ہمیں ہاؤس میں بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے، آپ ہمیں یہاں سے expel کرتے تھے۔قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے کیا اس میں یہ بات نہیں ہے کہ یہاں پر بھوک کا چیلنج ہے ؟ یہاں پر بے روزگاری کا چیلنج ہے ؟ یہاں پر لوڈ شیڈنگ کا چیلنج ہے ؟ راجہ ریاض صاحب نے بھی یہی بات کی ہے کہ ہم ان challenges سے نمٹنے کے لئے اظہار یک جہتی کے طور پر آج مارچ کرنا چاہتے ہیں، میں ان کی اس کوشش کو appreciate کرتا ہوں۔میں اپنی جماعت اور یہاں پر جو اراکین اسمبلی بیٹھے ہیں ان کی طرف سے انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان challenges سے نبرد آزما ہونے کے لئے، ان کو حل کرنے کے لئے بھی ان کے ساتھ ہیں۔آج اس مارچ میں ہم بھی ان کے ساتھ ہوں

گے۔ میں قائد حزب اختلاف سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ جتنے challenges ہیں، یہ جتنی بھوک ہے، یہ جتنی بے روزگاری ہے، یہ جتنی افراتفری ہے یہ سب آپ کی پیدا کردہ ہے، یہ آپ نے ہی آٹھ سال تک بیڑا غرق کیا ہے، اب ہم اسے حل کرنے جا رہے ہیں۔ آج وہ مارچ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ بھی اپنے گناہوں کا ازالہ کریں، کفارہ ادا کریں اور آج ہمارے ساتھ چلیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس طرح تو معاملہ جواب الجواب والا شروع ہو جائے گا۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہاں سارا دن non-issues پر بات ہوتی رہتی ہے اگر آج ایک اہم issue پر بات ہوئی ہے تو خدارا! اسے اپنے انجام کو پہنچنے دیں۔ میں رانا صاحب کی ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وارث کلو صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب! جواب الجواب ہو گا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، جواب الجواب نہیں ہو گا۔ پہلے تو میں زراعت کے حوالے سے ایک گزارش کروں گا، اس کے بعد چند ایک دوسری گزارشات کروں گا۔ میں اس کو کوئی جھگڑے والی بات نہیں سمجھتا۔ یہ ہاؤس ایک ایسی جگہ ہے کہ جہاں پر ہم اپنے دل کی باتیں کر سکتے ہیں، کہنے کا انداز جدا ہو سکتا ہے لیکن بات جمہوریت کی ہی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ معیاری الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کچھ لوگ غیر معیاری الفاظ کے لئے مشہور ہوتے ہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ لوگ سمجھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر کسی نے کوئی اچھا کام کیا ہو تو اسے appreciate کرنا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بالکل اچھے کام کے لئے appreciate کرنا چاہئے اور میں اچھے کام کے لئے ابھی ان دونوں پارٹیوں کو ایک lead بھی دوں گا۔ میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ زراعت کے اندر جب سے یہ بندوبست نظام آیا ہے تو Agriculture Produce Units متعین کر دیے گئے ہیں۔ ساہیوال اور فیصل آباد اضلاع کی زمینیں زرخیز ہیں اس لئے ان کا Agriculture Produce Unit 90 to 100 تک مقرر ہے جبکہ دیپالپور، بہاول پور اور

رحیم یار خان وغیرہ کا15 Agriculture Produce Unit 10 to تک ہے۔اب اس چیز کو نظر انداز کرتے ہوئے کسانوں کو پیس دیا گیا ہے۔ڈیرہ غازی خان کا Agriculture Produce Unit تقریباً15 اور20 کے درمیان ہے اور ان پر وہی سارے قوانین لاگو کئے جاتے ہیں جو کہ فیصل آباد پر لاگو ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ ساری باتیں آپ زراعت پر بحث کے دن کر لیجئے گا۔اس کے لئے آپ کو پورا ایک دن ملے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): چلیں، میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔ میں ایک دوسری گزارش کرنا چاہتا ہوں۔وزیر قانون صاحب نے ابھی فرمایا، میں کہتا ہوں کہ یہ ہمیں جتنا مرضی مطعون کر لیں۔پریس گیلری اور عوام نے پہلے بھی دیکھا اور اب بھی دیکھ رہے ہیں۔ہم تو یہ کہتے ہیں کہ خدا کے لئے آپ دونوں پارٹیاں اپنے آپ کو حکمران کہیں۔یہ اپنے آپ کو باری باری اپوزیشن کیوں کہتے ہیں؟آپ دونوں اکٹھے چلیں اور پانچ سال تک deliver کریں۔ ہم آپ کا تمام credit آپ کو دینا چاہتے ہیں لیکن جو آپ کا discredit ہو گا وہ لینے کے لئے بھی دونوں پارٹیاں تیار رہیں۔جہاں تک رانا صاحب نے یہ کہا ہے کہ میں نے آپ کی پارٹی کی خواتین کو اپنی ماں بہن سمجھا۔یہ بہت اچھا عمل ہے اور میری خواہش ہے کہ رانا صاحب اور ان کے ساتھی گورنر صاحب کی بیٹیوں کو بھی اپنی بیٹیاں اور بہنیں سمجھیں۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ دیکھیں بات یہ ہے کہ کسی بات سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر انھوں نے گورنر صاحب کی بیٹیوں کی بات کی ہے تو ان کی بیٹیاں میری بیٹیوں جیسی ہیں۔

جناب سپیکر: Very good، شاباش۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنر صاحب کی بیوی میری بہنوں جیسی ہے۔بات یہ ہے کہ یہ جو تلاش کرنا چاہتے ہیں، یہ جو کچھ ڈھونڈنا چاہتے ہیں وہ ان کو کبھی نہیں ملے گا۔میں ان سے ایک اور بات بھی کہہ دوں کہ ایک پاکستانی ہونے کے ناتے گورنر پنجاب میرے

پاکستانی بھائی ہیں۔ ٹھیک ہے ان کے کسی عمل سے مجھے اختلاف ہو سکتا ہے اور میری کسی بات سے انھیں اختلاف ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو یہ فرمایا ہے کہ یہ اپنے آپ کو حکمران سمجھیں، یہ حکمران بنیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ جو حکمران تھے، جو خود کو حکمران سمجھتے تھے، جو خود کو خدا سمجھتے تھے ان کو اس ملک کے عوام نے 18۔فروری کو دفن کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ:

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دکاں اپنی بڑھا گئے

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ جو لوگ خود کو حکمران سمجھتے تھے اور اس ملک کے عوام کی گردنوں پر مسلط تھے ان کو اس ملک کے عوام نے 18۔فروری کو دفن کر دیا۔ ہم قطعی طور پر اپنے آپ کو نہ حکمران سمجھتے ہیں اور نہ سمجھیں گے۔ ہم اس ملک کی عوام کے خادم ہیں اور اپنے آپ کو خادم ہی سمجھیں گے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے میری اس درخواست کا جواب نہیں دیا جو میں نے ان سے یہ عرض کیا تھا کہ وہ اپنے گناہوں کے کفارہ کے طور پر آج کے مارچ میں شامل ہو جائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میں ابھی عرض کرتا ہوں، آپ مجھے موقع تو دیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): چودھری صاحب! میری بات ابھی مکمل ہو لینے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، چودھری صاحب فراخ دلی کا ثبوت دیں۔ جس طرح سے بات ہوئی ہے اب اس کا جواب اچھے انداز میں آنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے وہ دوست جنھوں نے (ق) لیگ کے گناہوں سے خود کو علیحدہ کر لیا ہے، جو unification block ہے اس کے ارکان کی طرف سے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ بھی آج کے اس مارچ میں شامل ہوں گے اور شوکت بھٹی صاحب ان کی رہنمائی کریں گے۔ ہماری طرف سے چودھری عبدالغفور صاحب اور عبدالرزاق ڈھلوں

صاحب مسلم لیگ کے کارکنوں کی رہنمائی کرتے ہوئے اس مارچ میں شامل ہوں گے تو چودھری صاحب!آپ اعلان کر دیں کہ آپ بھی شامل ہوں گے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ بھی ساتھ چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔چودھری صاحب! یکجہتی کے لئے اچھا ہو گا اگر آپ بھی چلے جائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں دو لفظوں میں جواب دے دیتا ہوں۔آپ بالکل میرے الفاظ سے اتفاق فرمائیں گے۔ جمہوری اداروں کے استحکام کے لئے اور آمرانہ رویوں کو ہاؤس سے باہر رکھنے کے لئے رانا صاحب کی طرف سے جو بھی تجویز آئے گی اس کو میں اور میرے ساتھی ہمیشہ لبیک کہیں گے۔اس کے کفارہ کے لئے ہم ایک دن مقرر کرتے ہیں۔یہاں پر اس ہاؤس کے اندر انھوں نے ایک چیز کی نشاندہی کی ہے،ابھی ایک کی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر!میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر ایک وردی والے جنرل ضیاء الحق کو بٹھا کر ایک طرف ان کے چیف منسٹر نواز شریف بیٹھے تھے،ایک طرف ذوالفقار کھوسہ صاحب بیٹھے تھے اور ایک طرف منظور وٹو صاحب بیٹھے تھے،ان کو بھی بلا لیا جائے اور اسی ہاؤس میں جنہوں نے مشرف کو کہا انہیں بھی بلا لیا جائے، میڈیا والے بھی موجود ہوں اور سب لوگ بیٹھ کر کفارہ ادا کریں اور معافی مانگیں کہ ہم نے ضیاء الحق کو یہاں پر بٹھایا اور وہ بھی معافی مانگیں جنہوں نے مشرف کو سپورٹ کیا۔وماعلینا الالبلاغ۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!پچھلی حکومت نے 5 سال میں اپنا احتساب نہیں کیا اس لئے ان کا جمہوری عمل نہیں تھا اور اسی لئے انہیں یہ باتیں کہنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ خود احتسابی جمہوریت کی خوبصورتی ہے اور اس وقت بے شک ہم حکومت میں ہیں لیکن خود احتسابی کرنا بھی ہمارے لئے لازمی ہے جو پچھلی حکومت نے نہیں کی۔

جناب سپیکر: جی،رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ محترم قائد حزب اختلاف کو باتیں یاد نہیں رہتیں یا ان کا مطالعہ کمزور ہے۔ میری پارٹی کی لیڈر شپ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور پیپلز پارٹی کی قیادت محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ نے جس دن Charter

of Democracy کے اوپر sign کئے تھے اس دن انہی باتوں پر پوری قوم سے معذرت کی تھی اور یہ کہا تھا کہ آئندہ ہم ایسی کوئی غلطی نہیں دہرائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ بھی توبہ کر لیں۔(قہقہے)

جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ اس وقت نہیں پڑھ سکے تو میں انہیں وہ press clipping اور وہ ویڈیو بھی فراہم کر دوں گا۔اب یہ اہتمام کریں کہ اپنے قائد سے اس بات کی معافی منگوائیں کہ وہ وردی کی support کرتے رہے اور اس ہاؤس سے 10 مرتبہ قرارداد پاس کروائی لیکن بسم اللہ کے طور پر آپ اٹھیں اور یہ مانیں کہ آپ نے یہاں سیٹ پر چڑھ کر دھمال ڈالنے اور وردی کے حق میں 10 مرتبہ قرارداد پاس کرنے کی غلطی کی تھی۔ چودھری صاحب! آپ بسم اللہ تو کریں ناں، باقی باتیں آگے چلیں گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! Charter of Democracy میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی چیئرمین شپ لیڈر آف دی اپوزیشن کو دی جائے گی جیسا کہ نیشنل اسمبلی کے اندر چودھری نثار صاحب کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنا کر اس پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔ رانا صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی میں بھی اسی روایت کے مطابق اور Charter of Democracy پر عمل کرتے ہوئے چودھری ظہیر الدین صاحب کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنایا جائے۔

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے میں حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرا دیتا ہوں لیکن میری ایک شرط ہے قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں اگر وہ کھڑے ہو کر پوری قوم سے معافی مانگ لیں کہ ہم نے پرویز مشرف کی support کر کے غلطی کی تھی تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انہیں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، انہیں احساس ہے۔چیئرمین بننا یا نہ بننا اور بات ہے، انہیں اس بات کا احساس ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ Charter of Democracy پر عملدرآمد کی بات ہو رہی ہے، اس میں کوئی سودے بازی کی بات نہیں ہو رہی۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی بات سامنے آ گئی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس سلسلے میں کوئی جواب دے دیں کہ اس پر عملدرآمد کریں گے یا نہیں کریں گے ؟(Interruptions)

MR. SPEAKER: Order please. Order in the House. I say, order please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب نے جو تجویز دی ہے اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ چودھری صاحب معافی مانگیں میں گورنمنٹ کی طرف سے اسی وقت announce کرتا ہوں کہ انہیں P.A.C کا چیئرمین بنادیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!اس وقت ایوان کے اندر جنرل کے ساتھ بیٹھنے والی تینوں شخصیتیں یہاں پر آکر معافی مانگیں، جن میں نواز شریف، ذوالفقار کھوسہ اور منظور وٹو شامل ہیں تو میں Charter of Democracy کے باوجود اپنا یہ right چھوڑتا ہوں۔اس ہاؤس میں آج تک کوئی جنرل نہیں بیٹھا،اس جنرل کو لانے والے یہ تینوں اشخاص ہیں۔ آپ اسمبلی کی web site پر موجود ہیں، کیسے اس کو بھول سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب!لیڈروں کی دل آزاری نہ کریں۔ اچھی بات نہیں ہے۔ محترم چودھری صاحب! اگر کوئی چودھری شجاعت صاحب کا نام صاحب کے بغیر لے گا تو میں اس کو مناسب نہیں سمجھوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!میں نے نواز شریف صاحب کہا ہے۔

جناب سپیکر:اگر میں آپ کو ٹیپ سنوادوں پھر ٹھیک ہے۔(قطع کلامیاں)

نہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔

LEADER OF THE OPPOSITION (Ch. Zahir-ud-Din Khna): I am sorry.

سینئر وزیر، وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جس طرح راناثناء اللہ صاحب نے کہا ہے، پوری قوم کی قیادت سے غلطیاں ہوئی ہیں اور جب Charter of

Democracy پر دستخط ہوئے تو پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے معافی مانگی تھی۔ وہ تو معافی مانگ چکے ہیں۔ آج تو چودھری ظہیر صاحب اٹھیں، کہیں کہ ہم نے پرویز مشرف کا ساتھ دے کر غلطی کی ہے اس پر میں پوری قوم سے معافی مانگتا ہوں۔ ہم ابھی ان کو چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بنادیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ کہہ رہے ہیں، آئندہ ہم اس کا ساتھ نہیں دیں گے۔

رانا محمد ارشد خان: جناب سپیکر! انہوں نے فہم وفراست کے ساتھ یہ فیصلہ کیا ہے اور غلطی کو قبول کرنا بڑے پن کی نشانی ہے اور محترمہ بے نظیر صاحبہ نے جب میثاق جمہوریت پر دستخط کئے تھے تو انہوں نے قوم سے کہا تھا کہ اب وہ حالات نہیں، اب پاکستان ان غلطیوں کا متحمل نہیں ہو سکتا لہذا یہ اس کا ثبوت ہے کہ آج پنجاب اسمبلی میں ہمارا coalition چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ چودھری ظہیر الدین صاحب کو بھی بڑے پن کی ہمت اور حوصلہ دے کہ وہ کی ہوئی غلطیوں کو قبول کریں اور یہ قوم دیکھ رہی ہے کہ کس کا کیا کردار ہے اور کون کیا کچھ کرنا چاہتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب! پہلے یہ تمام باتیں ہو چکی ہیں، بہت مہربانی

Let us come to the agenda.(Interruptions)

آپ تشریف رکھیں۔ No. No please, no.

جناب قاسم ضیاء: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قاسم ضیاء: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں رانا صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے ابھی ہاؤس میں کھڑے ہو کر یہ کہا کہ گورنر صاحب کی بیٹی میری بیٹی جیسی ہے اور ان کی wife میری بہن جیسی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ان کو بھی بھائی کہا ہے۔

جناب قاسم ضیاء: جی، اچھی بات ہے۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا کہ پہلے دن جب یہ ہاؤس بنا تھا تو شاید اس دن بھی میں نے یہ بات کی تھی کہ ہمیں رواداری کی سیاست کو فروغ دینا ہے، ذاتیات پر نہیں جانا اور جو بات اصولوں کی ہے اس کو ماننا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو Charter of Democracy میں ہے جیسے میں نے پہلے دن آپ سے عرض کی تھی کہ لیڈر آف اپوزیشن فوری

بننا چاہئے۔ میں ابھی بھی یہ سمجھتا ہوں کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین اپوزیشن لیڈر کو بننا چاہئے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کوئی اپنی غلطی مانے یا نہ مانے، اس کا فیصلہ تو قوم نے کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غلطی ماننا بڑے پن کی بات ہوتی ہے اور اب جبکہ جمہوریت اپنی پٹڑی پر چل رہی ہے، جمہوری روایات کو فروغ مل رہا ہے اور وفاقی حکومت نے جب اپوزیشن لیڈر کو یہ عہدہ دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں بھی replication ہونا چاہئے۔ ہم سب کو مل کر ان سیاسی رویوں کو آگے لے کر چلنا چاہئے اور اگر ہم یہ سیاسی رویے آگے لے کر چلیں گے اور ذاتیات کی سیاست نہیں کریں گے اور ہم اپنی ذات کو آگے نہیں رکھیں گے، ہم آئین اور قانون کی بالادستی کی بات کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ سسٹم بہتر چلے گا۔ باقی فیصلہ قوم نے کرنا ہے کہ آپ کے کاموں پر آئندہ آپ کو ووٹ ملے گا تو اصل بات یہ ہے کہ ہم سب کو مل کر یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہم نے روایات کی سیاست کرنی ہے اور آج کے بعد ذاتیات پر بات نہیں ہو گی۔ مجھے خوشی ہوئی اور میں پھر ایک دفعہ رانا صاحب کو مبارک دیتا ہوں کہ انھوں نے جو perception create ہوا تھا اس کو ختم کرنے کے لئے آج بات کی ہے۔

جناب سپیکر: ہم سب کی طرف سے رانا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! قاسم ضیاء صاحب نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ میرے معزز بھائی نے بھی بات کی کہ جیسے مرکز میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین چودھری نثار بنے ہیں یہاں پر بھی اپوزیشن لیڈر کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بننا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ ضرور بننا چاہئے لیکن ہمیں پنجاب کے عوام کی خواہشات کے خلاف بھی کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بنیں لیکن صرف اور صرف ایک محکمہ بلدیات کے چند سالوں کے آڈٹ کے عوض جو 45۔ارب روپے کا گھپلہ ان کے against نکلا ہے پہلے وہ دیں۔ان کا شوکت عزیز جو 96۔ارب روپیہ ملک سے لے کر بھاگا ہے وہ خزانے کے اندر واپس جمع کروائیں۔ انھوں نے جو کرپشن کی ہے، ان کے خلاف جو کیس ہیں، انھوں نے پنجاب کے عوام کو اور اس صوبے کو لوٹا ہے تو پہلے وہ اسے خزانے میں جمع کروائیں پھر ان کا حق ہے کہ یہ مطالبہ کریں کہ ان کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنایا جائے۔ پنجاب کے عوام کسی صورت

میں یہ فیصلہ برداشت اور قبول نہیں کریں گے کہ اس کرپٹ ٹولے کو جنھوں نے اس ملک کی روح پر، اس صوبے کی روح پر اور عوام کی روح پر گہرے زخم لگائے ہوں ان کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین بنادیا جائے۔

جناب محمد یار ہراج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ 36 دفعہ کھڑے ہونے کے بعد آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ غیر متعلقہ تقاریر کے لئے ایک دن مختص کر دیں اور اس دن ان بھائیوں کو اجازت دیں کہ آ کر وہ غیر متعلقہ موضوعات پر بحث کر لیں۔ اس وقت ہم اپنے ایجنڈے پر رہیں تو بہتر ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: ہم ایجنڈے کے مطابق چل رہے ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر زرداری صاحب صدر پاکستان بن سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ آپ جس طرح سے معاملات چلانا چاہتے ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔ آپ معزز ارکین ہیں، آپ کو چاہئے کہ ضابطے کے مطابق چلیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔ جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!

میلسی۔ طالبہ کی ہلاکت اور حکومتی اقدامات

جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جہاں زیب ولد احمد نواز، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میلسی کی طالبات کو تنگ کرتا تھا جس پر طالبات نے اس کی پٹائی کی تو دوسرے دن 3۔ نومبر

2008 کو ملزم جہاں زیب نے طالبات پر سفید رنگ کی ٹویوٹا کرولا کار چڑھادی جس سے سیکنڈ ایئر کی طالبہ موقع پر ہلاک ہو گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعہ کی ایف آئی آر تھانہ سٹی میلسی زیر دفعہ 302 رجسٹرڈ ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ آٹھ، نو دن گزرنے کے باوجود ابھی تک ملزم گرفتار نہیں ہوا جبکہ ملزم اسی شہر میں موجود ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک ملزم گرفتار نہ کرنے میں کیا رکاوٹیں حائل ہیں نیز حکومت کب تک ملزم کو گرفتار کرنے اور اس کے خلاف دہشت گردی کی عدالت میں مقدمہ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):

(الف) فیض احمد ولد غوث محمد قوم کھچی سکنہ محلہ ٹلوپورہ میلسی مستغیث مقدمہ نے تحریری درخواست دی کہ مسماۃ انیسہ فیض بعمر 17 سال دخترم جو کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میلسی میں سیکنڈ ایئر کی طالبہ تھی جو حسب معمول گھر سے دیگر محلہ دار بچیوں کے ساتھ پیدل کالج آتی جاتی تھی۔ مورخہ 30-10-2008 کو کالج سے واپسی پر مسمی جہاں زیب ولد احمد نواز قوم اعوان سکنہ کالونی چوک روڈ نے میری بیٹی انیسہ فیض کو بے ہودہ مذاق کیا جس پر میری بیٹی نے جہانزیب کے منہ پر تھپڑ مارا۔ مورخہ 31-10-2008 کو میری بیٹی انیسہ فیض ہمراہ عتیق الرحمٰن خالہ زاد بھائی کے کالج جارہی تھی کہ جب شفا خانہ حیوانات کے سامنے پہنچی تو اچانک قائداعظم روڈ تھانہ صدر کی جانب سے ایک کار نمبر LOR/9021 برنگ سفید کرولا آئی جس میں مسمی جہاں زیب سوار تھا۔ اس نے شیشہ کھول کر سر باہر نکالا اور بلند آواز سے میری بیٹی کا نام لے کر للکارا کہ آج تمھیں تھپڑ مارنے اور بے عزتی کرنے کا مزہ چکھاتا ہوں آج تمھیں جان سے مار کر سانس لوں گا، تم بچ کر دکھاؤ اور ساتھ ہی دیدہ دانستہ جان سے مار دینے کی نیت سے اپنی متذکرہ بالا کار سے زور دار ٹکر ماری جس سے انیسہ دخترم شدید مضروبی حالت میں سڑک کے کنارے گر گئی۔

جس کو مضروبی حالت میں T.H.Q میلسی لے گئے جہاں پر ڈاکٹر نے ملتان نشتر refer کر دیا جو راستے میں جان بحق ہو گئی۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس واقعہ کی ایف آئی آر نمبر 494 مورخہ 3-11-2008 زیر دفعہ 302(ت پ) درج رجسٹر ہوئی۔

(ج) ملزم جہاں زیب بخوف گرفتاری روپوش ہو گیا اور مورخہ 7-11-2008 کو ہائی کورٹ ملتان بنچ سے protective bail دائر کی جس پر بعدالت جناب حسن علی رضوی صاحب نے مورخہ 17-11-2008 تک protective bail منظور فرمائی۔ ملزم مذکورہ نے تاریخ مقررہ تک کسی بھی مجاز عدالت سے اپنی ضمانت قبل از گرفتاری نہ کروائی جس پر ملزم مذکور 19-11-2008 کو حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا ہے۔

(د) ملزم کو مورخہ 19-11-2008 کو حسب ضابطہ گرفتار کیا جا چکا ہے گاڑی جو کہ مقدمہ ہذا میں آلہ قتل ہے دوران ملاحظہ موقع بذریعہ فرد قبضہ پولیس میں لی گئی ہے۔ پوسٹ مارٹم لاش کے لئے قبر کشائی کی درخواست بوساطت جناب سیشن جج صاحب وہاڑی جناب سیشن جج صاحب خانیوال بحوالہ لیٹر بھجوائی جا چکی ہے۔ تفتیش جاری ہے انشاء اللہ جلد ہی مقدمے کو یکسو کر کے چالان عدالت میں بھجوایا جائے گا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ اس واقعہ سے علاقہ کے لوگوں میں بڑا شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے اور وہاں پر کافی احتجاج ہوا ہے اس لئے میری رانا صاحب سے گزارش یہ ہے کہ اس مقدمے کو خصوصی عدالت میں چلایا جائے کیونکہ یہ کھلی دہشت گردی ہوئی ہے، بڑا ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔ اس لئے اس مقدمے کو دہشت گردی کی عدالت میں بھیجا جائے تاکہ آئندہ کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ ہماری معصوم بچیوں کو تنگ کرے اور انھیں جان سے بھی مار دے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن کی observation بالکل درست ہے کہ یہ ایک ایسا واقعہ ہوا ہے کہ جس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ پورے کالج میں پڑھنے والی طالبات بلکہ پورے ضلع میں کالج اور سکولوں میں پڑھنے والی بچیوں کے گھرانے دہشت اور خوف کا شکار ہوئے ہوں گے اور یقیناً اس پورے علاقے کے شہریوں میں غم و غصے کی فضا پائی جاتی ہو گی کیونکہ یہ انتہائی سفاک اور قابل مذمت واقعہ ہوا ہے۔ میری DPO وہاڑی سے آج صبح اس Call Attention Notice کے متعلق بات ہوئی ہے۔ ہم نے اس پہلو پر بھی بات کی ہے

جس کے بارے میں معزز رکن طاہر اقبال صاحب نے بات کی ہے میں اس سے متفق ہوں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس مقدمے میں 7A.T.A کا اضافہ کر کے اس مقدمے کو دہشت گردی کی عدالت میں trial کروایا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے اس حوالے سے ہم مطمئن ہیں کہ وہ صوبے میں دہشت گردی والے کیسوں میں اپنی توجہ رکھتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دہشت گردی والے کیسوں کو پولیس اپنے interior motives کی وجہ سے نہیں کرتی لیکن انہوں نے آج بڑی مہربانی فرمائی ہے اور ہم مطمئن ہیں کہ یہ معاملہ دہشت گردی کیس میں بھیج رہے ہیں۔ بہت شکریہ

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دہشت گردی کی definition جو ہے وہ باقاعدہ سپریم کورٹ کے decision میں آچکی ہے تو اس کے مطابق ہی دہشت گردی کا کیس بنے گا۔ یہ جو واقعہ ہے اس میں دہشت گردی نہیں بنتی کیونکہ یہ سپریم کورٹ نے define کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 117، جناب محمد اعجاز شفیع، میاں شفیع محمد صاحب اور چودھری عبداللہ یوسف صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری صاحب!

سیالکوٹ، پولیس تشدد سے نوجوان کی ہلاکت

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر!

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر روزنامہ مورخہ 16۔نومبر 2008 کی خبر کے مطابق موضع بٹر کے رہائشی 20 سالہ طالبعلم چاند کو پولیس نے گرفتار کر کے اور تشدد کر کے ہلاک کر دیا اور واقعہ کو چھپانے کے لئے اس کی نعش موترہ (سیالکوٹ) کے علاقہ میں پھینک دی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ مظاہرین نے پولیس کی اس سفاکانہ کارروائی کے خلاف دھرنا دیااور نعرہ بازی کی؟

(ج) کیاپولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے قانونی کارروائی کی ہے نیز اس واقعہ کی جوڈیشل انکوائری کروانے کے لئے کیا حکومت تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب یہ ہے کہ:

(الف) اصل حقائق اس طرح سے ہیں کہ سید ظہیر حسین شاہ وغیرہ 45 کس سکنائے مغلاں والی نے زیر دستخطی کو ایک درخواست دی کہ مورخہ 4-11-2008 کو رات بعد از نماز مغرب پانچ افراد مسلح آتشیں اسلحہ موضع مغلاں والی ڈکیتی کی نیت سے گھوم رہے تھے جس سے گاؤں والوں نے پوچھ گچھ کی اور دو مسلح افراد کو آتشیں اسلحہ سمیت قابو کر لیا جبکہ بقایا تین معلوم اشخاص فائرنگ کرتے ہوئے موقع سے فرار ہو گئے۔ اہل دیہہ نے دو افراد مسمیان محمد نوید اور وسیم کو اسلحہ سمیت مقامی پولیس تھانہ صدر کے حوالے کر دیا جو پولیس نے کارروائی ضابطہ عمل میں لاتے ہوئے دونوں ملزمان کو مقدمات بجرم 13,20,65 میں حوالات جوڈیشل سیالکوٹ بھجوا دیا۔ سلطان عرف چاند متوفی مقامی پولیس تھانہ صدر سیالکوٹ کو کسی مقدمہ میں مطلوب تھا، اس کو پولیس نے گرفتار کیا ہے اور نہ ہی پولیس کی حراست میں اس کی ہلاکت ہوئی ہے۔ متوفی کی لاش حدود تھانہ موترہ میں ایک نالہ میں پڑی ہوئی مورخہ 8-11-2008 کو ملی ہے جس کا پوسٹ مارٹم مقامی پولیس تھانہ موترہ نے اسی روز کروایا ہے۔ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق دوران پوسٹ مارٹم متوفی کے جسم پر تشدد کا کوئی نشان نہ پایا گیا ہے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ برائے ملاحظہ لف ہذا ہے۔ ڈاکٹر نے دوران ملاحظہ متوفی کے جسم کے اندرونی اعضاء برائے تعین وجہ موت کیمیکل ایگزامینر لاہور بھجوائے ہیں جس کی رپورٹ تاحال موصول نہ ہوئی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسماۃ فہمیدہ بی بی والدہ متوفی نے ایک درخواست بابت ہلاکت چاند مذکورہ زیر دستخطی کو پیش کی ہے جو کہ برائے تفصیلاً انکوائری ایڈیشنل ایس پی سیالکوٹ کے سپرد کی گئی ہے کہ وہ فریقین کا مؤقف سماعت کر کے بمطابق حقائق انکوائری رپورٹ پیش کریں۔

(ب) یہ درست ہے کہ کچھ افراد نے نعرہ بازی کرتے ہوئے گاؤں والوں اور پولیس کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

(ج) تمام حقائق کی تفصیلاً رپورٹ ضمن (الف) میں تحریر کی گئی ہے۔ چاند متوفی پولیس کی حراست میں رہا ہے اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا کوئی تشدد کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! عبداللہ یوسف صاحب اور ان کے ساتھی محمد اعجاز شفیع صاحب اور میاں شفیع محمد صاحب نے یہ سوال raise کیا ہے اور اس پر حکومت کی توجہ دلائی ہے تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس میں تین چیزیں ہیں۔ ایک یہ کہ متوفی کے باڈی کے اجزاء کیمیکل ایگزامینر کو بھجوائے گئے ہیں جس سے موت کی وجہ کو تلاش کرنے میں کافی help ملے گی۔ دوسرا یہ کہ ایڈیشنل ایس پی صاحب انکوائری کر رہے ہیں، ان کی انکوائری کے بعد ان کی رپورٹ بھی سامنے آ جائے گی۔ تیسرا یہ کہ ان معزز ممبران کا concern مجھے اس بات میں لگتا ہے کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس کی جوڈیشل انکوائری کی جائے۔ اب پولیس ڈیپارٹمنٹ کا مؤقف یہ ہے کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق ہے اور نہ ہی یہ آدمی ہماری حراست میں رہا ہے۔ یعنی ان کا ایک اندازہ ہے کہ جو لوگ وہاں سے پکڑے گئے تھے شاید یہ آدمی ان کے ساتھ تھا اور اس وقت یہ اس نالے میں گر گیا جس کی وجہ سے وہ اس موت کا سبب بنا۔ جس جگہ سے متوفی کی لاش ملی ہے اور جہاں پر دوسرے ملزموں کو پکڑنے کا واقعہ ہوا ہے اس سے اس بات کا تھوڑا سا اندازہ ہوتا ہے لیکن پھر بھی ان حقائق کو معلوم کرنے کے لئے متعلقہ ڈی پی او سے جب میری discussion ہوئی ہے تو ہم نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ اس کی جوڈیشل انکوائری کروائی جائے گی اور اس کے لئے ڈسٹرکٹ سیشن جج سے تحرک کیا جائے گا تاکہ ان حقائق پر صحیح picture سامنے آ جائے اور اس کے مطابق جو قصوروار ہو اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے حلقے کا واقعہ ہے۔ جب یہ وقوعہ ہوا ہے تو اس سے ایک رات قبل ان پانچ ملزمان نے اس گاؤں میں ڈکیتی کی ہے جن میں سے دوسری رات دو ملزم گاؤں والوں نے پکڑ کر پولیس کے حوالے کئے ہیں اور تین وہاں سے بھاگ گئے تھے اور مجھے بھی گاؤں والوں نے فون کیا تھا۔ ایسا وقوعہ وہاں پر کوئی نہیں ہوا۔ دو ملزم پولیس کے پاس ہیں جن

کے خلاف مقدمہ بھی درج ہے۔ باقی جو تین بھاگے ہیں ان میں سے ایک کی death سردی کی وجہ سے ہوئی ہے یا نالے میں گر گیا ہے۔

جناب سپیکر: جب کیمیکل ایگزامینر کی رپورٹ آجائے گی تو دیکھیں گے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ جوڈیشل انکوائری کا ارادہ ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہوتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بعد میں کر لینا، ابھی ٹائم نہیں ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 26، شہزاد رسول خان جتوئی صاحب کی ہے۔ یہ آج کے لئے pending ہوئی تھی۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں متعلقہ ڈی ڈی او (آر) جن کے متعلق ان کو گلہ تھا کہ ان کا رویہ درست نہیں ہے تو ان کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تبدیل ہو چکے ہیں۔اب کیا چاہئے؟

سردار شہزاد رسول خان جتوئی: جناب سپیکر! اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس بات پر مطمئن نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن آفیسر کے متعلق ان کو شکایت تھی کہ ان کا رویہ اپنے دفتر میں ٹھیک نہیں ہے اس بناء پر ان کو وہاں سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ

اگر یہ کوئی action چاہتے ہیں تو مجھے حکم کریں تو میں اس کے لئے تیار ہوں اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو کمیٹی میں لے کر جانا ہے تو یہ بھی ان کی صوابدید ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بہتر تو یہ تھا کہ آپ ان کو بھی بلواتے اور متعلقہ افسر کو بھی بلواتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس کو pending فرما دیں تو میں انشاء اللہ دو روز میں ان کو بلوا کر یہ معاملہ resolve کروا دوں گا۔

جناب سپیکر: کب تک اس کو pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ اگلے Monday تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلے Monday تک یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 36 محترم الحاج الیاس چنیوٹی صاحب کی ہے۔

ڈی پی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ملاقات سے انکار

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔اکتوبر 2008 کو بسلسلہ مفاد عامہ D.P.O جھنگ سے بذریعہ ٹیلی فون ملاقات کے لئے درخواست کی تو D.P.O صاحب نے کہا کہ جب چاہیں آ جائیں۔ مذکورہ D.P.O سے ملاقات کے لئے ہمراہ مقامی نمائندگان تقریباً ایک صد کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے چنیوٹ سے جھنگ پہنچا اور D.P.O آفس گیا۔ متعلقہ عملہ کو اپنے آنے کا مقصد D.P.O سے ملاقات بتایا۔ متعلقہ عملہ نے میرا پیغام D.P.O تک پہنچایا تو D.P.O کی طرف سے جواب ملا کہ میرے پاس مہمان آئے ہوئے ہیں اس لئے اب میں کسی ایم۔پی۔اے سے ملاقات نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں میں نے خود ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور کہا کہ مجھے ملاقات کے لئے بلا کر ملاقات نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ موصوف D.P.O نے بتایا کہ میرے سینئر آئے ہوئے ہیں اس لئے ملاقات نہیں کر سکتا اور مجھ پر کوئی قانونی پابندی بھی نہیں ہے کہ میں ضرور ایک ایم۔پی۔اے سے ملاقات کروں۔ موصوف D.P.O سرکاری دفتر میں بیٹھ کر مہمانوں سے ملاقات تو کر سکتا ہے مگر عوامی نمائندہ سے ملاقات سے گریزاں ہیں۔ بحیثیت عوامی نمائندہ ہونے کے میرے فرض میں شامل ہے کہ میں علاقہ کے مسائل کے حل کے

سلسلے میں سرکاری افسران سے رابطہ میں رہوں اور ان سے ملاقات کروں مگر D.P.O جھنگ نے مجھ کو بلانے کے باوجود ملاقات نہ کر کے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! صورتحال یہ ہے کہ چونکہ پولیس بھرتی ہو رہی تھی تو ایک بچے نے امتحان دیا، اس کی دوڑ ہوئی تو اس پر الزام لگایا گیا کہ اس کی ٹانگ میں سریا ہے اس لئے یہ صحیح دوڑ نہیں سکتا لہذا اس کو reject کیا جائے۔ اس بچے نے چیلنج کیا کہ میری ٹانگ میں کوئی سریا نہیں ہے اور میرے اوپر بلا وجہ الزام لگایا گیا ہے۔ دوبارہ میری دوڑ لگوائی جائے۔ ڈی پی او صاحب نے کہا کہ آپ بچہ لے آئیں تو ہم اس کی دوبارہ دوڑ کروا دیں گے لیکن بچے کے لے جانے کے باوجود اس کی دوڑ لگوائی گئی، اس کو مطمئن کیا گیا، اور نہ ہی ملاقات کی گئی۔ اس وقت سے لے کر آج تک بھی ڈی پی او صاحب نے میرے ساتھ اس سلسلے میں کوئی رابطہ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب مجھے موصول ہو گیا ہے لیکن اس جواب میں ڈی پی او صاحب کا متعلقہ portion میں پڑھ دیتا ہوں کہ مورخہ 11-10-2008 کو میں چیئرمین بورڈ غالب علی بندیشہ ڈی آئی جی ٹریفک پنجاب لاہور، محمد انیس لودھی ایس پی انویسٹی گیشن ٹوبہ ٹیک سنگھ ممبر بورڈ، ڈرائیور/کانسٹیبل بھرتی ہونے کے خواہشمند امیدواروں کا ٹیسٹ لے رہے تھے اور میں برائے ٹیسٹ پولیس لائن جھنگ میں موجود تھا جو مقام دفتر پولیس ڈی پی او جھنگ سے صرف دو فرلانگ دور ہے اور بعد از ٹیسٹ مورخہ 12-10-2008 کو تحریری ٹیسٹ کے لئے انتظامات کرنے تھے۔ چونکہ امیدواروں کی تعداد ہزاروں میں تھی، سیٹوں کی arrangement بنانی تھی اور نگرانوں کی ڈیوٹیاں لگانی تھیں اور بیٹھنے کی جگہ پر سکیورٹی کے انتظامات کرنے تھے تو یہ انہوں نے کہا ہے کہ میری اس دن اس قسم کی مصروفیات تھیں اس لئے میں انہیں attend نہیں کر سکا لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ میری کبھی بھی یہ نیت نہیں ہوئی کہ میں معزز ممبران سے نہ ملوں اور ان کا احترام نہ کروں اس سلسلے میں میری یہی گزارش ہے کہ محترم چنیوٹی صاحب نے جو کہا ہے تو میں اسے بھی deny نہیں کر سکتا تو آپ اس کو منگل تک pending فرمالیں۔ میں ڈی پی او صاحب کو بلوا لیتا ہوں اور جھنگ کے دوسرے ممبران حسن مرتضیٰ صاحب بھی ہیں اور دوسرے

دوستوں کو بھی بٹھالیں گے اور اگر یہ غلط فہمی ہے تو تب بھی اور otherwise ان کی طرف سے تجاوز ہوا ہے تو اس معاملے کو resolve کروالیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں بھی اس دن مولانا صاحب کے ساتھ تھا جب یہ جھنگ تشریف لے گئے تو ڈی پی او صاحب واقعی وہاں آفس میں موجود نہیں تھے بلکہ پولیس لائن میں تھے۔ ان کے ڈی آئی جی ٹیسٹ وغیرہ کے سلسلے میں آئے ہوئے تھے تو کوئی ایسی بات نہیں اور میں نے مولانا صاحب سے پہلے بھی عرض کی ہے۔ یہ دراصل چاہتے تھے کہ ان کا ایک آدمی بھرتی ہو جائے تو وہ انشااللہ آئندہ جو بھرتی آئے گی تو اس میں بھرتی ہو جائے گا اور وہاں پر کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ کوئی ایسی سفارش نہیں کر سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب!

جناب سپیکر: میرٹ پر اگر نہیں ہے تو نہیں ہو گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں دعا کر رہا ہوں اور سفارش تھوڑی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ منگل تک pending ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناااللہ خان): جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے جو فرمایا ہے تو بندہ تو کسی کا بھرتی نہیں ہو گا اور وہی بھرتی ہو گا جو میرٹ پر ہو گا لیکن میں ایک گزارش کروں گا کہ مولانا صاحب نے جو بات کی ہے کہ انہوں نے جب یہ تحریک استحقاق move کی تو اس کے بعد بھی انہوں نے ان سے رابطہ نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ان کے علم میں یہ بات آئی اور انہوں نے اس کا جواب لکھا تو میں حسن مرتضیٰ صاحب کی بھی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پھر کم از کم انہیں چاہئے تھا کہ وہ آپ کے ذریعے ہی مولانا صاحب سے رابطہ ضرور کرتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی طرف سے یہ مناسب رویہ نہیں ہے جناب! اس کو ہم resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 37 ہے۔۔۔ میں مذاق کے طور پر کہہ رہا ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جی، جناب!

جناب سپیکر: چلیں، میں کہتا ہی نہیں ہوں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب! آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہہ دیں کیونکہ ہم آپ کو نہیں روک سکتے۔

جناب سپیکر: اب میں نہیں کہوں گا کیونکہ میں نے کنٹرول کر لیا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر!

بڑے موذی کو مارا نفس
نفس عمارا کو گر مارا

جناب سپیکر: جی، کیا فرمایا؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں شعر مکمل پڑھتا ہوں کہ:

نہنگ داژ دہا وشیر نرما تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا اگر سپیکر صاحب نے نفس عمارا کو گر مارا

(نعرہ ہائے تحسین)

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق میں لکھے ہوئے نام ذرا پڑھ دیں تاکہ کارروائی کا حصہ بن جائیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق چودھری ظہیر الدین خان نے پیش کی اور ان کے ساتھی چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد یار ہراج، ڈاکٹر سامیہ امجد، چودھری عبداللہ یوسف، محترمہ آمنہ الفت، جناب محمد محسن خان لغاری، محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ خدیجہ عمر، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، میاں محمد شفیع، میاں اعجاز شفیع، محترمہ نسیم لودھی اور محترمہ قمر عامر چودھری کی طرف سے ہے۔ جی، ہراج صاحب!

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں اس کو پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: کیا آپ اکیلے نے ہی پڑھنی ہے یا کسی اور نے بھی پڑھنی ہے؟

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں نے ہی پڑھنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں!

حکمت عملی کے اصولوں پر مبنی رپورٹ برائے سال 2006 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 29 سب آرٹیکل 3 جسے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 130 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے کے تحت حکومت کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے کہ Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے۔ آرٹیکل (3) 29 کا متن یوں ہے

> "In respect of each year, The President in relation to the affairs of Federation, and the Governor of each Province in relation to the affairs of his Province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly or, as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the Principles of Policy, and provision shall be made in the rules of procedure of the National Assembly or , as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion on such report."

اسی طرح قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کا قاعدہ 70(a) کا متن کچھ یوں ہے۔

Rule-70(a). The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law;

آئین پاکستان اور پنجاب اسمبلی کے قواعد کی واضح provision کے باوجود Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2006 ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔Principles of Policy کی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حکومت نے

Islamic way of life, protection of local Government Institutions, prodigal and other similar prejudices, full participation of women in national life, protection of family, protection of minorities, promotion of social justice and eradication of social evils.

جیسے مفاد عامہ کے معاملات کے بارے میں حکومت کی ذمہ داری سے ایوان کی آگاہی اسی رپورٹ کے ذریعے منظر عام پر آسکتی ہے۔اسی لئے آئین پاکستان نے اس رپورٹ کو اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لئے mandatory قرار دیا ہے۔اس رپورٹ کو اسمبلی میں پیش نہ کر کے ایوان کو اس کے آئینی حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں معزز اراکین اپوزیشن کا انتہائی مشکور ہوں کہ اس معاملے میں واقعی تھوڑا delay سے کام لیا جا رہا تھا۔انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی اب یہ رپورٹ طباعت کے مراحل میں ہے اور اس کو بہت جلد اس ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔میرا خیال ہے کہ within a week یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: راناصاحب!وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو Privilege Committee کے سپرد کیا جائے۔آپ اس بارے میں کیا کہیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کا مقصد تو یہی تھا کہ اس معاملے کی نشاندہی ہو اور گورنمنٹ اس کے اوپر ایکشن لے۔Privilege Committee نے بھی آخر

یہی کہنا ہے کہ اس پر ایکشن لیا جائے اور وہ کہتے کہتے میرا خیال ہے کہ اس میٹنگ میں دو تین ماہ لگ جائیں گے۔اس کے اوپر گورنمنٹ نے ایکشن لے لیا ہے اور within a week یہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!رانا صاحب کا بہت شکریہ لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ جب تک اس پر ایکشن نہیں ہو جاتا اس کو pending کر دیا جائے،جب یہ ہو جائے گا پھر ہم اس کو withdraw کر لیں گے۔یہ ہماری commitment ہے۔شکریہ

جناب سپیکر:سیکرٹری صاحب! یہ لکھ لیں۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر!یہ confirm کر لیا جائے کہ کیا یہ pending ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر:جی۔

جناب محمد یار ہراج:جناب سپیکر! کیا یہ ہفتے کے لئے pending ہو گئی؟

جناب سپیکر:Next session تک کے لئے pending ہو گئی۔اب اگلی تحریک استحقاق محترمہ انجم صفدر کی طرف سے ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ اس کو 21 تاریخ پر رکھ لیا جائے،انہیں فیصل آباد جانا پڑ گیا ہے۔اگلی تحریک استحقاق کار نمبر ہے۔۔۔؟کیا یہ مجھے اسی طرح کرنا پڑے گا جس طرح پہلے کیا تھا؟

چودھری عبداللہ یوسف:جناب سپیکر!میں اس کو پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:کیا تمام حاضر ہیں؟جو جو حاضر ہو گا اسی کا نام لکھا جائے گا۔

چودھری عبداللہ یوسف:جناب سپیکر!وہ تو پھر نام بولنے سے ہی پتا چلے گا کہ کون حاضر ہے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔میں نام بولتا ہوں۔چودھری ظہیر الدین خان،چودھری عامر سلطان چیمہ،جناب محمد یار ہراج،ڈاکٹر سامیہ امجد،چودھری عبداللہ یوسف،محترمہ آمنہ الفت،جناب چودھری محسن خان لغاری،اوہ sorry،جناب محمد محسن خان لغاری

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر! چودھری نہ بناؤ۔

جناب سپیکر: محترمہ آمنہ جہانگیر، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ خدیجہ عمر، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، سیدہ ماجدہ زیدی، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، جناب محمد اعجاز شفیع، میاں شفیع محمد، محترمہ نسیم لودھی، محترمہ قمر عامر چودھری صاحب!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آخری نام صاحبہ ہے صاحب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی؟

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! یہ فرما رہی ہیں کہ آخری نام صاحبہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، ویسے نام اگر "محترمہ" کے علاوہ سیدھا رکھیں تو کسی اور طرف جاتا ہے۔ محترمہ میں نے پہلے کہہ دیا۔

قانون ترقی شہر پنجاب مصدرہ 1976 کے سیکشن 35 کے تحت قانونی تقاضوں کے باوجود اس کی سرگرمیوں کی سالانہ رپورٹ برائے سال 06۔2005 کا پیش نہ کیا جانا

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ:

The Punjab Development of Cities Act, 1976
(Punjab Act 29 of 1976)

کے سیکشن 35 میں provided ہے کہ:

Section-35.

(1) The authority shall prepare for every year a report of the activities during that year and submit its report to the government in such from and on or before such date, as may be prescribed.

(2) The report referred to in sub section-1 shall be laid before the Provincial Assembly of the Punjab within six months of the receipt by the government.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور کو deal کرنا مقصود ہوتا ہے۔

The Development of Cities Act was enacted in 1976 and brought into operation to establish a comprehensive system of planning and development in order to improve the quality of life in the cities of Punjab established and integrated development approach and a continuing process of planning and development to ensure optimum utilization of resources economical and effective utilization of land and to evolve policies and programmes relating to the improvement of the environment of housing, industrial development, traffic, transportation, health, education, water supply, sewerage, drainage, solid waste disposal etc.

مذکورہ قانونی تقاضے کے باوجود رپورٹ برائے 2005 اور 2006 اسمبلی میں پیش نہ کر کے اراکین کو ان کے حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے۔ قانون کی اس خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! یہ محکمہ ہاؤسنگ سے متعلقہ ہے اور محکمہ ہاؤسنگ سے مجھے اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس کو next week تک pending فرمادیں تاکہ اس ایوان میں صحیح صورتحال پیش کی جاسکے۔

جناب سپیکر:اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! next week تک نہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ پھر تاریخ آپ ہی مقرر کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!آپ اس کے لئے Tuesday یا Wednesday کا دن مقرر کرلیں تاکہ اس بارے میں جو بھی fresh informations ہوں گی وہ بھی ایوان میں لائی جاسکیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق Wednesday تک pending کی جاتی ہے ۔ جی،رانا محمد اقبال خان صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: نماز ظہر کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے اور اس کے بعد پھر ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع کی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے 20 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(وقفہ نماز ظہر کے بعد جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان
1:30 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تحاریک استحقاقات کا وقت ختم ہوا۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔جناب خلیل طاہر سندھو صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 545/08 ہے۔یہ تحریک move ہو چکی ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو:جناب سپیکر! یہ move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

ایل ڈی اے کا واجبات وصول کرنے کے باوجود کر سچئن کمیونٹی کو حقوق ملکیت نہ دینا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محکمے نے جو جواب دیا ہے اس میں Supreme Court level پر کے ہونے والے کچھ فیصلوں کا ذکر کیا ہے تو mover کا یہ موقف ہے کہ یہ حقائق کے برعکس ہے اور یہ بات درست نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ان فیصلوں کی کاپیاں ہیں تو اس بنیاد کے اوپر ہم اس کو دیکھ لیں۔ آپ اس تحریک کو کل کے لئے pending کر دیں تو ایل ڈی اے کے متعلقہ حکام کو بلوا کر اس بات کو thrash out کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ Next adjournment motion محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ تشریف نہیں رکھتی ہیں۔ یہ 11/18 کو move ہو چکی ہے۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب تفصیل کے ساتھ دے دیا گیا ہے تو اب اس میں further کسی کارروائی کی ضرورت تو نہیں ہے۔ متعلقہ پولیس اسٹیشن اور ڈی پی او لاہور کو میری طرف سے instructions چلی گئی ہیں۔ اگر یہ سمجھتی ہوں کہ اس بارے میں specific کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہونی چاہئے یا ان کے پاس کوئی complainant ہے تو یہ میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ اگر کوئی complainant ہے تو آپ اس کو میرے پاس یا ڈی پی او لاہور کے پاس بھیج دیں تو جس طرح یہاں پر درج ہے کہ یہ فراڈ کر رہے ہیں تو ان کے خلاف بروقت مقدمہ بھی درج کیا جائے گا اور کارروائی بھی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو کل کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ کی ہے۔ میرا خیال ہے ابھی انہوں نے move کرنی ہے۔ جی، محترمہ!

ڈی پی اے اور یوریا کھاد کی بلیک میں فروخت کے خلاف
کسان بورڈ پاکستان کا احتجاجی مظاہرہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" کی خبر کے مطابق "کھاد کے نرخوں میں اضافے کے خلاف مظاہرہ" تفصیل یوں ہے کہ کسان بورڈ پاکستان نے پریس کلب کے سامنے سٹاک مافیا کی طرف سے D.A.P کھاد کی نرخوں میں تین گنا اضافہ اور یوریا کھاد کے بیگ کی بلیک میں فروخت کے خلاف بھرپور مظاہرہ کیا۔ انہوں نے احتجاج کیا کہ ضلعی انتظامیہ ذخیرہ اندوزوں اور مصنوعی قلت پیدا کر کے بلیک میں کھاد فروخت کرنے والوں کے خلاف اقدام اٹھانے میں ناکام ہو گئی ہے جس کے باعث صوبہ بھر میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں کچھ کہنا چاہوں گی کیونکہ اس وقت گندم کی کاشت کا وقت ہو چکا ہے اور ہماری مارکیٹ میں D.A.P اور یوریا کھاد بلیک میں سپلائی ہو رہی ہے اور لوگوں کو بلیک مارکیٹ میں مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت ہو رہی ہے اور جو کھاد فروخت کر رہے ہیں وہ بھی expire فروخت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے آپ نے پڑھ دی ہے، آپ قاعدہ 86 پڑھیں۔ اس کے بعد پھر اس پر آپ کو بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! یہاں پر بہت سارے لوگ بہت زیادہ بولتے ہیں اور میں کام کی بات کر رہی ہوں، کوئی غیر ضروری بات نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: بی بی! قاعدے کے مطابق چلنا چاہئے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہی ہوں کہ اس کو ذرا زیر غور لائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر جواب دے رہے ہیں، اس کے بعد اگر آپ بات کرنا چاہیں تو آپ کی بات سن لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ اس تحریک کے ذریعے جس معاملے کو زیر بحث لانا چاہتی ہیں اس کے اوپر آج ہاؤس میں معزز ممبران نے کافی بات کر کے concern show کیا ہے۔ یہ زراعت سے متعلقہ ہے اور زراعت کے متعلق یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ next weak میں کوئی دن اور most probably Monday کو عام بحث کے لئے رکھیں گے۔ محترمہ اس بحث میں حصہ لیں اور اپنے نقطہ نظر کو سامنے لائیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ٹھیک ہے۔ انہوں نے جو بات کر دی ہے اس پر بحث ہو جائے گی۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! مجھے بھی تو اپنی تحریک کا جواب ملنا چاہئے۔ وہ تو بحث کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے تو اپنی تحریک کا جواب چاہئے ناں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ اپنی تحریک کو پڑھ لیں۔ انہوں نے اس میں استدعا یہ کی ہے، لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے تو اس پر انہوں نے بحث کی بات کی ہے، یہ جواب تو نہ ہوا۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! رانا صاحب یہ confirm کر دیں کہ سو موار زراعت پر بحث کے لئے fix ہو چکا ہے۔ اس میں پھر کوئی اور زیادہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری طرف سے زراعت سے متعلقہ تمام issues پر بحث کے لئے Monday کا دن final ہے لیکن قائد حزب اختلاف سے مشاورت کے بعد اس کو final کرنا ہے کیونکہ وہ اس وقت جا چکے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ہراج صاحب اور عبداللہ یوسف صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ یہاں پر موجود ہیں یا نہیں۔ ان سے بات کر کے اس کو final کر دیں گے۔

جناب احمد یار ہراج: .I am sorry مجھے آپ کی آواز پوری نہیں آئی۔ اگر آپ اس پر next week بحث رکھنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اگر اس کو Monday کے لئے fix کر لیا جائے تو بہتر ہو گا۔اس میں صرف ایک مشکل آئے گی کہ متعلقہ وزیر ملک سے باہر ہیں۔ رانا صاحب! وزیر صاحب کب وہ تشریف لا رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): وہ Monday تک واپس آ جائیں گے اگر وہ نہ بھی آئیں تو ہم گورنمنٹ کی طرف سے کسی اور کو مقرر کر دیں گے۔

جناب سپیکر: Monday ٹھیک ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتے ہیں، ہیلتھ پر بھی بحث کرنا چاہتے ہیں، ایجوکیشن پر بھی بحث کرنا چاہتے ہیں تو جتنے دن بھی اجلاس نے چلنا ہے تو اگر یہ ہمیں مختلف موضوعات پر بحث کا ایجنڈا دے دیں یا میں رانا صاحب کے ساتھ اجلاس کے بعد مل لیتا ہوں تاکہ دن مقرر کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر: آپ اجلاس کے بعد اکٹھے ہو جائیں اور اس پر بات کر لیں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب یوریا پر بات ہوئی تھی تو اس ایوان میں 75 فیصد لوگ زمیندار ہیں اور زراعت سے تعلق رکھتے ہیں مگر پھر بھی حاضری بہت کم تھی۔اس کے متعلق پریس میں ہماری coverage نہیں آئی تھی اس لئے میں رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ پریس سے خاص طور پر میٹنگ کریں کہ وہ ہماری آواز کو مرکزی حکومت تک پہنچائیں تاکہ معلوم ہو سکے کسانوں کے کیا مسائل ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 591/08 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

محکمہ آبپاشی کی انتظامیہ کی جانب سے پنجاب اریگیشن ڈویلپمنٹ اتھارٹی (پیڈا) کو اختیارات کی منتقلی میں رکاوٹ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' مورخہ 7۔ستمبر 2008 کی اشاعت کے مطابق افسر شاہی پیڈا

کے ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ بن گئی۔200کسان تنظیموں کی تشکیل کے باوجود ان کو اختیارات کی منتقلی کے بارے میں ابھی تک پالیسی اور گائیڈ لائن کا تعین نہیں کیا جا سکا۔ تفصیل کچھ یوں ہے کہ بیورو کریسی کے عدم تعاون اور محکمہ آبپاشی کے افسروں کی رکاوٹوں کی وجہ سے پنجاب اریگیشن اتھارٹی (پیڈا)11 سال میں 10 فیصد کام بھی مکمل نہیں کر سکا۔اس عرصے کے دوران 17 میں سے صرف 5 ایریا واٹر بورڈ اور 1400 میں سے 200 کسان تنظیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔ کسان تنظیموں کی تشکیل اور ان کو اختیارات کی منتقلی کے بارے میں ابھی تک پالیسی گائیڈ لائن کا تعین نہیں کیا گیا۔ تفصیل میں مزید بتایا گیا کہ اس محکمہ میں 407 اسامیاں خالی پڑی ہیں جس کی وجہ سے کارکردگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔پیڈا کے زیر انتظام نہری نظام کسانوں کے سپرد کرنے کا کام سست روی کا شکار ہے اور ابھی تک دس فیصد کام بھی مکمل نہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے صوبہ کے عوام اور خاص کر کسانوں میں شدید غم وغصہ اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھی میرے خیال میں اسی طرح کی ہے۔آپ دیکھ لیں بحث کے لئے دن مقرر ہو رہے ہیں تو اس میں یہ موضوع آ جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ جب دن مقرر ہوں گے تو اس وقت ہم بحث کر لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 603/08 میاں محمد رفیق صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے،اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 605/08 بھی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

لاہور میں سڑکوں کی توسیع اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے حاصل کی گئی اراضی کے مالکان کو معاوضے کی ادائیگی میں تاخیر

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق سڑکوں کی توسیع کے لئے لی گئی زمین کا معاوضہ دینے میں تاخیر۔ تفصیل یوں ہے کہ ضلع لاہور میں سڑکوں کی توسیع اور ترقیاتی منصوبوں کے لئے حاصل کی گئی زمین و جائیداد کے پرائیویٹ مالکان کو معاوضہ تاخیر سے دینے کی وجہ سے تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ 11 ترقیاتی سکیموں کے لئے acquire کی گئی زمین کے متاثرین کو بروقت ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے سود کی شکل میں 16 کروڑ سے زائد کی اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی۔ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کی گئی رقم اور پرائیویٹ مالکان کو بروقت زمین کی ادائیگی کی رقم نہ ملنے سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید غم و غصہ پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جو محکمے نے جواب دیا ہے اس میں محکمہ مواصلات و تعمیرات متعلقہ مالکان کو زمینوں کی ادائیگی کرتا ہے۔ اس میں دیر کی وجہ مختلف جگہوں پر formalities کو پورا نہیں کیا گیا۔ اگر معزز ممبر کوئی خاص کیس بتادیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے کو expedite کروادیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کو بتادوں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 617/08 چودھری عبداللہ یوسف، ڈاکٹر سامیہ امجد، جناب محمد محسن خان لغاری اور محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری صاحب!

چنیوٹ میں سخی عبدالوہاب کے میلہ پر اغواہونے والے بچے کی بازیابی کے بعد عوام میں خوف وہراس

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' مورخہ 9۔ ستمبر 2008 کی خبر کے مطابق دھلے پولیس (گوجرانوالہ) نے بچوں کو اغواکر کے بھیک منگوانے والے گروہ کے سرغنہ کو بیوی سمیت گرفتار کر لیا جبکہ چنیوٹ سے اغواہونے والے تین سالہ بچے کو بھی برآمد کر لیا گیا تین مہینے بعد اپنے لخت جگر کو دیکھ کر ماں باپ بچے سے چمٹ کر زاروقطار رونے لگے۔ ڈی آئی جی گوجرانوالہ ذوالفقار چیمہ نے اپنے دفتر میں پریس کانفرنس میں بتایا کہ محمد عالم اور اس کی بیوی ضلع جھنگ میں مختلف میلوں میں جھولے لگا کر گزر اوقات کرتے ہیں۔ تین مہینے قبل انھوں نے چنیوٹ میں سخی عبدالوہاب کے میلہ میں جھولے اور چڑیا گھر لگایا تھا اس دوران اس کا تین سالہ بچہ طارق طافو کھیلتا ہوا جھولے سے باہر چلا گیا جہاں سے ملزمان غلام رسول اور اس کی اہلیہ رخسانہ نے اسے اغواکر لیا اور بھیک مانگنے کے لئے ملزم غلام رسول نے معصوم بچے کا بازو توڑ دیا۔ ڈی آئی جی نے بتایا کہ بچے کو مختلف درباروں میں لے جاکر بھیک منگواتے رہے اس دوران ایس پی سٹی رانا عبدالجبار کو اطلاع ملی کہ تھانہ دھلے کے علاقے میں رہائش پذیر میاں بیوی کی مشکوک سرگرمیاں ہیں۔ پہلے ان کے پاس بچہ نہ تھا مگر کچھ عرصہ سے ان کے پاس ایک بچہ ہے۔ جب دھلے پولیس نے دونوں کو پکڑا تو انکشاف ہوا کہ انھوں نے بچہ چنیوٹ سے اغوا کیا۔ محمد عالم اور اس کی اہلیہ گوجرانوالہ آئے جب وہ سی پی او کے دفتر پہنچے اور اپنے بچے کو دیکھ کر چمٹ کر رونے لگے۔ ایس پی سٹی رانا عبدالجبار نے بتایا کہ یہ ایک گروہ کا سرغنہ ہے جو بچوں کو اغواکر کے انھیں معذور بناکر ان سے مختلف درباروں میں کھڑا کر کے بھیک منگواتے تھے۔ ڈی آئی جی گوجرانوالہ نے ایس ایچ او حسن مجید کو دس ہزار روپے نقد انعام دیا ہے ملزمان کے گروہ کی طرف سے معصوم بچوں کو اغواکرنا اور ان کے ہاتھ پاؤں توڑ کر انھیں معذور بناکر ان سے بھیک منگوانے پر عوام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے، لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم mover نے جس خبر اور جس واقعہ کی نشاندہی اس تحریک میں کی ہے یہ بالکل درست ہے۔ اس پر مقدمہ نمبر 656 مورخہ 8-9-2008 بجرم 363(ت۔پ) دفعہ 10، Vagrancy Act, 1958 تھانہ سٹی چنیوٹ بر خلاف غلام رسول ولد محمد اقبال، مسماۃ رخسانہ بی بی زوجہ غلام رسول درج رجسٹر ہوا ہے۔ دوران تفتیش ملزمان گرفتار ہوئے اور ان کے خلاف چالان عدالت میں داخل کر دیا گیا ہے جو زیر سماعت عدالت ہے۔ مزید یہ کہ ضلع میں اس وقت کسی ایسے گروہ کے ہونے کی information ضلعی انتظامیہ کے پاس یا پولیس کے پاس نہیں ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی information ملی تو ان ملزمان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ باقی اس بارے میں تمام ڈسٹرکٹ پولیس افسران کو vigilant کیا گیا ہے کہ وہ اس قسم کے معاملات کا سختی سے نوٹس لیں اور جن میلوں یا جن جگہوں پر بچے بھیک مانگتے ہوئے یا اس قسم کے معاملات میں ملوث پائیں تو فوری طور پر ان کو گرفتار کر کے پوچھ گچھ کریں اور وہ لوگ جو ان کے پیچھے ہوں ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔ یہ معاملہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق بنتا ہے تو ان جیسے واقعات پر پہلے سے ہی حکومت کی گہری نظر ہے اور اس پر پوری طرح عملدرآمد ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی separate تحریک منظور کر کے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ جس وقت لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اس دن اس issue پر بھی معزز رکن بات کر سکتے ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: محترم لاء منسٹر صاحب فرماتے ہیں تو درست ہو گا۔ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر جس تشویش کا وہ اظہار کر رہے ہیں تو مجھے امید ہے کہ وہ اس بات پر پابند ہوں گے۔ جیسا کہ سب کو پتا ہے کہ ابھی کل ہی راولپنڈی میں ایک ریٹائرڈ میجر جنرل اور اس کا ڈرائیور کار میں قتل ہوئے ہیں تو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ تو بہت زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: اس لئے لاء منسٹر صاحب نے لاء اینڈ آرڈر پر ٹائم رکھا ہے، اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو آپ بھی اس کمیٹی میں چلے جائیں۔ یہ تحریک of dispose کی جاتی ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! کس کمیٹی کا ذکر کیا ہے؟

جناب سپیکر: راناصاحب اور ملک صاحب آپس میں بیٹھ کر طے کریں گے کہ لاء اینڈ آرڈر پر کس دن بحث ہو گی؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے ابھی ایک کارڈ ملا ہے جو باہر distribute ہو رہے ہیں جس میں لکھا ہوا ہے کہ لاہور میں fire works display کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرما رہی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لاہور میں fire works کروایا جا رہا ہے اور ہاکی کا میچ ہے۔ مختلف لوگوں اور خواتین singers کو گانا بجانے اور entertainment کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ کیا پنجاب حکومت اتنی entertainment afford کر سکتی ہے۔ جہاں پر بھوک و افلاس کا یہ حال ہے تو کیا وہاں پر پنجاب حکومت کا ہاکی پر اتنا خرچہ ہو رہا ہے؟

سینئر وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ کو میرے خیال میں علم نہیں ہے کہ ہاکی ایسوسی ایشن ہے اور اس کو فنڈز پنجاب اور مرکزی حکومت دیتی ہے اور وہ independent ادارہ ہے۔ یہ بھی سب کو پتا ہے کہ ہاکی پاکستان میں ایک قومی کھیل ہے جو پہلے نمبر پر ہوتا تھا جو اب بہت پیچھے جا چکا ہے۔ اس کے فروغ کے لئے اگر ہاکی ایسوسی ایشن کوئی اقدامات کر رہی ہے تو اس میں میرے خیال میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ باقی جس وقت گانا شروع ہو گا تو اس وقت محترمہ کھانا کھا کر واپس آ جائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب اس بات کو چھوڑیں اور ایجنڈے کے مطابق کام کرنے دیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔

کس کس کی زبان روکنے جاؤں تیری خاطر
کس کس کی تباہی میں تیرا ہاتھ نہیں ہے

جناب سپیکر! میری perception ہے کہ پتا نہیں ہمارے Opposition کے بھائی اور بہنوں کو کسی بات کی سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔ ابھی چند دن پہلے ایک ایسے آدمی کا جس کا میں کیا نام لوں؟ ایک [*] قسم کے آدمی پرویز مشرف جس نے پاکستان کے اتنے لوگوں کو۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں اور یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: یہ غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں۔ چلیں میں اپنا لفظ واپس لیتا ہوں اور میں بے شمار لعنتی کہہ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب! آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: [****]اور میں نے اپنا پہلا لفظ واپس لے لیا ہے۔ وہ عبداللہ ہارون اور CBR کا کوئی بندہ یہ دونوں مل کر پتا نہیں کس محفل میں تھے اور یہ سارے وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ڈانس ہو رہا تھا۔ باقی یہ کارڈ تو ہمارے پاکستانی کھیل کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ غلط الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! پلیز تشریف رکھیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! پورے ملک کا انہوں نے ستیاناس کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: .Let me proceed according to agenda پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! یہ جو الفاظ انہوں نے استعمال کئے ہیں ان کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: ہراج صاحب! آپ اتنے سینئر آدمی ہوتے ہوئے بار بار interrupt کر دیتے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں اور ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں۔

جناب محمد یار ہراج: اس کو کارروائی سے بھی حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: جو نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں انہیں کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

جناب محمد یار ہراج: جناب سپیکر! اس ہاؤس میں بہت زیادہ irrelevant باتیں بھی ہوئی ہیں۔ انہوں نے ایک اور irrelevant بات کر دی ہے۔ اگر ہم نے ماضی کی طرف جانا ہے تو میں گزارش

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کرتا ہوں کہ اگلے ہفتے ایک دن ماضی week declare کر دیا جائے تو اس میں ہم ملکہ برطانیہ کے نظام سے شروع کریں گے، ایوب خان اور بھٹو کی ایسوسی ایشن پر discussion کریں گے، ضیاء الحق اور نواز شریف پر discussion کریں گے اور اس کے بعد مشرف اور (ق) لیگ پر discussion کریں گے۔ اس allocated دن کے علاوہ جو دن ہوں گے ان میں ہم حاضر ہوں گے اور صوبے کے مسائل کے لئے بات کریں گے۔ لیکن ان سے جتنی باتیں کروانی ہیں اس دن کروالیں لیکن ہمارا وقت مت ضائع کریں۔ بہت شکریہ

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! انہوں نے پورے کا پورا گلشن اجاڑ دیا ہے۔ یہ سات سال پرویز الٰہی اور تباہی پتا نہیں کیا کیا کہتے رہے ہیں؟ میں تو کوئی irrelevant بات نہیں کر رہا۔ اگر یہ بھیک منگوانے والی بات ہے، روٹی والی بات ہے کہ لوگوں کو آٹا نہیں ملتا اور امن وامان کا مسئلہ ہے تو یہ انہی کا پیدا کردہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم ان کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ یہ ماضی سے سبق سیکھیں۔ ماضی حال کا حصہ ہوتا ہے۔ ماضی سے ہی سبق سیکھ کر گورنمنٹ اپنے مستقبل کے فیصلے کرتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ ہی کا کام ہے جو میں کر رہا ہوں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ اس مسئلے کو میں dispose of کرتا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ان کو اپنے ماضی پر غور کرنا چاہئے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے اب کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: پہلے یہ ٹائم خود ضائع کرتے ہیں اس کے بعد ہمیں بات نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر: آئندہ میں ایجنڈے پر حساب کتاب سے ہی چلاکروں گا۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: گنتی کی گئی ہے، کورم پورا نہیں ہے لہذا ہاؤس کل بروز جمعہ مورخہ 21۔نومبر 2008 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔